بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لا الہ الا ھو والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد لا نبی بعدہ

اما بعد بندہ عاصی راجی رحمۃ اللہ القوی غلام محمد یاد علی حنفی چشتی قادری غفر اللہ ذنوبہ
وستر عیوبہ لکھتا ہے کہ اس زمانہ مین بعض احباب نے فرمایش کی کہ جو حالات اور فضائل جناب
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام محافل میلاد شریف مین بیان کرتے ہو لکھدو اس عاصی نے
باوجود اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے متوکلا علی اللہ اس امر خیر کو زاد آخرت جان کر اوسکے
انصرام پر ہمت باندہی اور بارہ رسالہ میلاد شریف کے لکھے اس انتظام سے کہ ہر رسالہ کو تبرکا
آیہ قرآنی سے شروع کیا اور فضائل جناب سرور عالم جو اوس آیہ شریف سے متعلق ہین اوسکو
تحت مین بیان کئے اور انہین فضائل کے ضمن مین قصہ میلاد شریف بھی لکھا اور بعد ذکر
ولادت شریف کے کچھ حالات نبی کریم بھی لکھدیے اور اس بات کا لحاظ حتی الامکان رکھا ہے
کہ مضمون اور روایت ان رسائل مین مکرر نہوون بجز ذکر ولادت باسعادت کے لیکن ذکر ولادت
مین بھی حتی الوسع ہر ایک رسالہ مین رنگ بدل دیا ہے اور اسکا بھی خیال رکھا ہے کہ وہ ہی آیات
اور مضامین ان رسائل مین لکھے ہین کہ جو اپنے مقتضا یا ان مین سے ہین اور کتب معتبرہ اہل سنت مین
دیکھے ہین اور مضامین اور حالات کو اس ترتیب سے ان رسائل مین لکھا ہے کہ اگر کل رسائل سے
حالات ولادت شریف جمع کر لیے جاوین تو خلقت نور محمدی سے تا ولادت مفصل حال معلوم
ہو جاوے اور بعد ذکر ولادت شریف کے جو حالات لکھے گئے ہین اگر وہ کل ایک جا جمع ہون تو وقت
ولادت شریف سے تا فتح مکہ وحنین جملہ حالات حضور کے رضاعت اور بعثت اور تبلیغ احکام
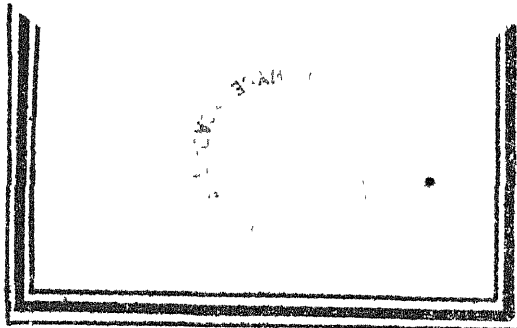
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لک یا رب العالمین و اصلی و اسلم علی رسولک و حبیبک محمد سید المرسلین و آلہ الطاہرین

ازنلت یا نسیم الصبا یوما الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضۃ فیہا النبی المحترم

من وجہہ شمس الضحی من وجہہ بدر الدجی
من نورہ نور الہدی من کفہ بحر الہمم

جہان میں شور ہے یارب یہ کسکی آمد آمد کا
کہ ہے پرتو فگن عالم میں جلوہ حسن سرمد کا

زمین کو آج دعوی فخر کا ہے عرش اعظم پہ
گھٹا ہے اوسکے آگے مرتبہ لوح زبرجد کا

بنائے کفر و بدعت منہدم ہوتی ہے عالم سے
برا اندوہ و غم سے حال ہے شیطان مرتد کا

کھلے ہیں باب رحمت بند ہیں دوزخ کے دروازے
چھپا ہے دامن رحمت سے پردہ فعل ہر بد کا

کھلا یارے یہ باعث ہے جو بدلا رنگ عالم نے
کہ موسم آگیا ہے ذکر میلاد محمد کا

زبان پر عاشقوں کی نام اوس محبوب حق کا ہے
کہ خلاق جہان عاشق ہے جسکے حسن بے حد کا

سیاہی معصیت کی قلب میں خود نور بنجاوے
اگر پرتو کہیں پڑ جاوے اوس نور مجرد کا

اور معراج اور ہجرت اور غزوات کی معلوم ہوجاوین اور باوجود اس ربط کے ہر ایک رسالہ
ایک مستقل رسالہ ہے ایک رسالہ کے دیکھنے سے یہ معلوم نہوگا کہ ایک دوسرے سے متعلق ہے اور
چونکہ علمائے دین نے جو سابق مین گذر گئے ہین رسائل میلاد شریف مین ذکر وفات شریف
کو داخل نہین کیا ہے اور نہ اپنے وقت مین عاصی نے اپنے مقتدایان دین کو بیان کرتے سنا ہے
اسوجہ سے کہ ذکر وفات شریف ملال دیتا ہے اور یہ محفل ہوتی ہے سرور ولادت کی لہذا اس عاصی نے
بھی ذکر وفات شریف کو کسی رسالہ مین تصریح سے نہین لکھا ہے لیکن چونکہ یہ رسائل درحقیقت ایک
کتاب ہے سیر مصطفویہ مین لہذا اسواسطے تکمیل حالات حضرت سرور عالم کے ذکر وفات شریف کو ایک مستقل رسالہ
مین علاوہ دوازدہ رسائل کے لکھدیا ہے اور نام اس مجموعہ کا مجمع الحسنات فی ذکر اشرف الکائنات رکھا ہے
اور شروع کیا لکھنا ان رسائل میلاد شریف کا اوسط ایام تشریق ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱ھ ہجریہ مین
کہ اہل سیر نے حمل مادر مین تشریف لانا حضور کا ان ایام مین روایت کیا ہے اور ختم کیا اونکو شب ولادت
باسعادت یعنی دوازدہم ماہ مبارک ربیع الاول سنہ ۱۳۱ھ ہجریہ مین یعنی نو ماہ کامل مین تاکہ اس نسبت سے
اللہ تعالی بتصدق اپنے حبیب کریم کے اس ہدیہ کو قبول فرماوے اور احقر کیواسطے زاد آخرت کرے اور حضور
جناب رسالت مین اسکو مرتبہ مقبولیت دے اور اس عاجز کے عاجزی پر نظر فرما کر جو خطا وقوع مین آئی ہو
معاف فرماوے اور میرے اور اہل مطبع کیواسطے اسکو ذریعہ مغفرت اور وسیلہ نجات کرے آمین یا رب العالمین امید ہے
اہل علم سے کہ اگر کوئی خطا دیکھین معاف کرین اور جو اہل اسلام اسکو پڑھکر خوش ہون اس عاصی کو دعا سے
یاد کرین کہ دعا مسلمان کی دوسرے مسلمان کے حق مین مقبول ہوتی ہے اللہم یا رب بجاہ نبیک المصطفی
ورسولک المرتضی وامینک علی وحی السماء طہر قلوبنا من کل وصف یباعدنا عن مشاہدتک
ومحبتک وامتنا علی السنۃ والجماعۃ والشوق الی لقائک یا ذا الجلال والاکرام والصلوۃ والسلام
علی سیدنا ومولانا وشفیعنا محمد سید الانام وعلی آلہ واصحابہ الکرام

خلق کیطرف تو معنی اوسکے طلب رحمت کی ہوتے ہین پس اس صورت مین ہمارا اور ملائکہ کا صلوٰۃ
بھیجنا آنحضرت پر کیا ہے اللہ تعالے سے آپکے واسطے رحمت مانگنا اور وہ یہ فعل ہے جسکو اللہ تعالے نے
بتاکید ثابت فرمایا ہے کہ ہم خود کرتے ہین اور بصیغہ مضارع فرمایا ہے کہ اوس سے استمرار ثابت
ہوتا ہے یعنی اللہ تعالے آنحضرت پر رحمت بھیجتا ہے اور ہمیشہ بھیجے گا جب وہ خود بھیجتا ہے
اور بھیجے گا تو ہماری عرض کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہے اب مامور فرمانا اللہ تعالی کا ہم کو
دو وجہ سے ہے ایک کہ تا ہمارے عمل مین بھی ذکر جاری ہو واسطے اظہار عظمت آنحضرت کی جیسے
ہماری عبادت جاری ہے واسطے اظہار عبودیت کے تا کہ ظاہر ہو کہ جیسے وہ ہم خالق اور معبود
ہین تمام مخلوق کے ایسے ہی رسول کریم سردار ہین اور رحمت ہین سبکے واسطے ورنہ نہ خدا کو ضرورت
ہماری عبادت کی ہے کہ وہ خود غنی ہے اور نہ رسول کریم کو ضرورت ہمارے درود پڑھنیکی
اور تعظیم کرنیکی ہے اس واسطے کہ اللہ تعالے خود آپکی طرف متوجہ ہے دوسری وجہ یہ ہے
کہ امت مرحومہ محمدیہ کو اللہ تعالے نے بتصدق رسول کریم کے کہ خیر الرسل ہین خیر امتہ
فرمایا ہے پس واسطے اظہار خیریت کے ہمکو درود شریف کا حکم فرمایا تاکہ ہم سنت الٰہی کے
متبع ہو جاوین اور افضل ہو جاوین کل انبیا علیہم السلام کی امتون پر کیونکہ وہ سب اپنے نبیون کے
متبع ہین اور متبع اللہ تعالے کا افضل ہے متبع انبیا پر فضل رکھتا ہے جب اللہ تعالے نے انکو
کرم اور فضل سے یہ نعمت بخشی تو انکو اوس رحمت کی تو اب لازم ہوا کہ احکام اور مسائل درود شریف
اور فضائل درود شریف بھی مختصرا بیان ہون جاننا چاہیے کہ اس آیہ کریمہ مین مومنین کو
حکم ہے درود پڑھنے کا حکم مفید فرضیت کو ہوتا ہے لہذا ہر ایک مسلمان پر تمام عمر مین
ایک مرتبہ درود کا پڑھنا فرض ہے اور جسوقت یہ آیہ کریمہ پڑھی جاوے تو پڑھنے والے اور
سننے والے پر واجب ہوتا ہے کہ درود پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور یہ الصلوٰۃ واجب

[illegible] فضائل درود شریف کے بیان مین

عدیم المثل خالق نے کیا ہے اسقدر اوسکو ۔ کہ سایہ تک ہوا ظاہر نہ اوس محبوب کے قد کا
محمد جو صفت حق کی ہے قرآن اسپہ شاہد ہے ۔ وہی رکھا خدا نے نام اوس نور مجرد کا
بڑا کر میم محبوبی احمد مین حق تعالے نے ۔ بنایا نام ثانی اسطرح اوس نور سرمد کا
کہ تا خود نام سے ظاہر ہو قرب اللہ کا ہمکو ۔ کھلے اہل نظر پہ مرتبہ قرب محمد کا
بیانِ وصفِ احمد کا حق کا ہے شہ ہند کا ۔ یہ حیلہ نعت کا بھی اک طریقہ ہے خوشامد کا

اللھم صل وسلم وبارک علیہ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین ارشاد فرمایا ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنی اللہ اور فرشتے اوسکے صلوۃ بھیجتے ہین اوپر نبی کے اے ایمان والو تم بھی صلوۃ بھیجو اوس نبی پر اور سلام بھیجو جیسا سلام بھیجنے کا حق ہے اللہ تعالے نے اس آیہ کریمہ مین کمال عظمت جناب رسالت ثابت کیا اور اپنا فضل بتصدق رسول کریم امت مرحومہ محمدیہ پر ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اول ثابت کیا کہ ہم خود صلوۃ بھیجتے ہین نبی پر اور ملائکہ بھی ہمارے اتباع مین مشغول ہین اس کام مین اور یہ ثابت کرنے عظمت اور فضل درود شریف کے مسلمانون کو حکم دیا کہ تم بھی درود بھیجو اوس نبی پر یعنی متصف ہو جاؤ ہمارے صفت کے ساتھہ یہ کمال فضل ہے اللہ تعالے کا مسلمانون پر کہ اپنی سنت خاص کا اونکو متبع کیا اور درحقیقت اس حکم سے پھیلاو دیا اللہ تعالے نے دعا اور ثناے آنحضرت کو عالم سفلی مین واسطے اظہار عظمت آنحضرت کے جیسا کہ پھیلایا تھا ذکر آنحضرت کا عالم علوی مین تاکہ دونون عالم مین حضرت کی عظمت اور بڑائی کا چرچا رہے ورنہ جب شان آنحضرت یہ ہے کہ اللہ تعالے خود اونپر صلوۃ بھیجتا ہے تو ظاہر ہے کہ ہماری اور ملائکہ کے درود سے کیا نفع ہے اسواسطے کہ لفظ صلوۃ زبان عرب مین جب مضاف ہوتی ہے اللہ جلشانہ کیطرف تو معنی اوسکے رحمت بھیجنے کے ہوتے ہین اور جب مصارف ہوتی ہے

جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اوس نے درود نہ پڑھا مجھ پر بہ تحقیق گم کیا راہ جنت کو
اور کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا ابوالقاسم سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسنے فراموش کیا درود کو بھلایا طریق جنت کو اور قتادہ رضی سے مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم نے
جسوقت ذکر کیا جاؤنمین کسی شخص کے سامنے اور وہ درود نہ پڑھے مجھ پر بہ تحقیق اوس نے ظلم کیا
اور ایک حدیث مین ہے خوار ہو وہ مرد کہ ذکر کیا جاؤنمین اوسکے سامنے اور درود نہ بھیجے مجھ پر
اور خوار ہو وہ شخص کہ آوے اوسپر رمضان اور مرجاوے قبل اسکے کہ بخشا جاوے اور خوار ہو
وہ شخص کہ ماں باپ کو یا ایک کو اون دونون ضعیفونسی پاوے اور نہ بلاوین اوسکو بہشت مین
یعنی حضرت کا ذکر سنکر درود نہ پڑھنا اور رمضا نمین عبادات نکرنا اور والدین ضعیف کی خدمت
نکرنا سخت نافرمانی ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا آمین
اور دو بارہ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آمین پوچھا معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے سبب
حضرت کے آمین فرمانے کا ارشاد کیا آنحضرت نے کہ جبرئیل ع آئے اور کہا کہ یا محمد جس شخص کے
سامنے آپکا نام لیا جاوے اور درود نہ بھیجے آپ پر گرفتار ہو آتش جہنم مین اور دور کریگا اللہ تعالی
اوسکو اپنے سے آپ فرماوین آمین پس کہا مینے آمین اور ایسی ہی کہا جبرئیل نے اوس شخص کے
حقمین کہ پایا رمضان کو اور قبول نکی گئی اوس سے کوئی عبادت اور پایا باپ اور ماں کو اور نیکی
نکی اون کے ساتھہ پس وعید ترک درود شریف پر وقت سماعت ذکر شریف کے مفید وجوب
تو ہے اور سوائے ذکر شریف کے درود شریف کا پڑہنا مستحب ہے اور عبادت ہے اور سبب ہے
اللہ تعالے کی قربت اور نزدیکی حاصل ہونے کا بڑا افضل درود شریف کا یہ ہیکہ اسکے
پڑہنے سے امتثال امر آلہی ہوتا ہے اور بندہ متصف ہوتا ہے بصفات الہی جل جلالہ اسواسطے
کہ اللہ تعالے خود بھی صلوۃ بھیجتا ہے نبی کریم پر اور فضائل درود شریف مین فرمایا ہے

قوی ہے کہ صاحب در مختار نے مسائل خطبہ جمعہ کے جہان بیان کیے ہین وہان فرمایا ہے
کہ وقت خطبہ کے سکوت واجب ہے کلام نکرنا چاہیے مگر جب خطیب آیہ درود پڑہے تو سامعین کو
لازم ہے کہ اپنے دلمین درود شریف پڑہین پس جب ایسی مقام پر کہ جہان سکوت واجب ہے
اس آیہ کریمہ کی سماعت سے دلمین درود پڑہنا لازم ہوتا ہے تو جو مقام کہ محل سکوت نہین ہین
وہان بلا شبہ بلند پڑہنا لازم ٹھہرا اور جسوقت کہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا جاوے
یا ذکر آنحضرت کا ہو اسوقت نام کے لینے والون پر اور ذکر کے کرنیوالون پر اور جملہ سامعین پر
واجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہین اور اگر ذکر طویل ہو یا نام شریف مکرر لیا جاوے
تو اسمین دو قول ہین بعضون کے نزدیک ہر مرتبہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک ایکمرتبہ
واجب ہے اور بعد اوسکے پڑہتے رہنا مستحب ہے اور مختار اکثر اہل علم کا قول ثانی ہے واسطے
امت کے آسانیکی اور دلیل وجوب کی وہ احادیث ہین جو مروی ہین کتب حدیث مین بعض
اونمین سے یہ ہین فرمایا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی سامنے
میرا ذکر ہوا اور مجھپر اوس نے درود نہ پڑہا اور پہر گیا داخل ہوا نار مین اخراج کیا ابن حبان نے
حدیث ابو ہریرہ سے اور فرمایا ہے نبی کریم نے ناک گھسی جاویگی اوسکی کہ جسکے سامنے میرا
ذکر ہوا اور مجھپر درود نہ پڑہا روایت کیا اسکو ترمذی نے ابو ہریرہ سے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے
اور فرمایا نبی کریم نے شقی ہے وہ بندہ کہ ذکر کیا گیا مین اوسکے سامنے پس نہ پڑہا اوسنے درود
مجھپر اخراج کیا اسکا طبرانی نے حدیث جابر سے اور نقل کیا شیخ محقق دہلوی نے کتاب
مدارج مین کہ سیدنا علی مرتضیٰ سے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت
بخیل ہے وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤن مین اوسکے سامنے اور درود نہ بہیجے مجھپر اور روایت کیا
امام جعفر صادق نے اپنے باپ امام محمد باقر سے سلام اللہ علیہما کہ فرمایا نبی کریم نے

جمعہ کے دن مجھہ پر سو مرتبہ درود پڑہا بخشے جاتی ہین اوسکی اسی برس کے گناہ اور فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ درود پڑہنے والی کو پل صراط پر نور ملیگا جو اہل نور ہے وہ اہل نار نہوگا اور فرمایا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہا مجہسی جبرئیل نے کہ جو آپ پر درود پڑہتا ہے ستر ہزار فرشتے اوسپر صلوۃ بہیجتے ہین اور جسپر ملائکہ صلوۃ بہیجتے ہین وہ جنتی ہوتا ہے اور فرمایا ہے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے کہ جو شخص میری تعظیم کیواسطے مجھہ پر درود پڑہتا ہے اوس درود سے اللہ تعالے ایکا ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے ایک بازو اوسکا مشرق مین ہوتا ہے اور ایک بازو مغرب مین اور پیر اوسکی زمین کے ساتوین طبق پر ہوتے ہین اور گردن اوسکی تحت عرش مین ہوتی ہے اور حکم دیتا ہے اوسکو اللہ تعالے جل شانہ صلوۃ بہیج میرے بندے پر جیسی صلوۃ بہیجی وہ میرے نبی پر صلوۃ بہیجتا ہے وہ فرشتہ اوسپر قیامت تک اور مروی ہے نبی کریم سے کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھہ پر ایکمرتبہ درود پڑہتا ہے اللہ تعالے اوسپر دس مرتبہ صلوۃ بہیجتا اور جو مجھہ پر دس مرتبہ درود پڑہتا ہے اللہ تعالے اوسپر سو مرتبہ صلوۃ بہیجتا ہے اور جو مجھہ پر سو مرتبہ درود پڑہتا ہے اللہ تعالے اوسپر ہزار مرتبہ صلوۃ بہیجتا ہے اور جو مجھہ پر ہزار بار درود پڑہتا ہے حرام کردیتا ہے اللہ تعالے اوسکے جسم کو نار جہنم پر اور ثابت رکہتا ہے اللہ تعالے اوسکو قول ثابت پر دنیا مین اور آخرت مین وقت سوال کے اور داخل کرتا ہے اسکو جنت مین اور آتی ہے صلوۃ اوسکی مجھہ پر اور صراط پر اوسکی واسطے نور ہوگا پانسو برس کی راہ تک اور عطا کریگا اللہ تعالے اوسکو جنت مین ہر صلوۃ کے عوض مین ایک قصر کم ہو یا اس سے زیادہ اور مروی ہے سیدنا علی مرتضی سے رضی اللہ عنہ کہ فرمایا رسول کریم نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے مجھہ پر جمعہ کے دن سو بار درود پڑہا قیامت کے روز آویگا

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ جس نے مجھ پر ایکبار درود پڑہا اللہ تعالے اوسپر دس دفعہ
صلوٰۃ بھیجتا ہے اور ابو طلحہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول خدا تشریف لائے درحالیکہ
اثر سرور کا چہرہ مبارک پر دیکھا جاتا تھا پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ آج اثر سرور اور ذوق کا
آپ کی چہرہ انور پر بہت تابان ہے اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل اور کہا
یا رسول اللہ آیا آپ راضی نہیں ہین اس بات سے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ نہیں بھیجتا ہے آپ پر
کوئی شخص درود مگر یہ کہ بھیجتا ہون مین اوسپر دس مرتبہ صلوٰۃ اور سلام اور ایک روایت مین
مطلق یون وارد ہے کہ جو آپ پر درود پڑہتا ہے اللہ تعالے اوسپر صلوٰۃ بھیجتا ہے اختیار ہے
بندیکو زیادہ پڑہے خواہ کم اور ایک روایت مین ہے کہ صلوٰۃ بھیجتا ہے اللہ تعالے جلشانہ
اور فرشتے اوسکے درود پڑہنے والے پر ستر بار پس کم کرے بندہ یا زیادہ اور ایک حدیث مین ہے
کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑہتا ہے اللہ تعالی
اوسپر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے اور معاف کرتا ہے اوسکے دس گناہ اور بلند کرتا ہے اوسکے
دس درجے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ قیامت کے روز قریب تر ساتھ میرے تمام آدمیون کے وہ شخص ہوگا جو سب
مین زیادہ تر درود پڑہتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درود شریف وہ نعمت عظمی ہے
کہ جسکی برکت سے قرب نبی کریم حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی احادیث سے ثابت
ہوتا ہے کہ جو آنحضرت پر صلوٰۃ اور سلام عرض کرتا ہے نبی کریم کمال رحمت سے اوسپر
خود سلام فرماتے ہین اور دعاے رسول مقبول ہونہین ہوتی ہے پس ضرور ہے کہ درود
شریف پڑہنے والا سلامت رہے دنیا مین ہر بلا سے اور آخرت مین عذاب خدا سے
اسواسطے کہ معنی سلام کے سلامتی دارین کی ہین اور ثابت ہے نبی کریم سے کہ جس شخص نے

اسواسطے کہ سُننا اور پہچاننا بغیر کامل التفات کے نہین ہوتا اور حضرت کا التفات فرمانا بہت
بڑی نعمت عظمیٰ ہے قصہ معراج مین مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم جب قریب
عرش عظیم کے پہنچے عرش نے تمنا کی کہ حضرت التفات میری طرف فرماوین نبی کریم نے زبان
حال سے جواب مین فرمایا کہ مجھکو اپنی طرف مشغول نکر مین فارغ ہون تجھسے اور میری صفائے
وقت کو مکدر نکر مجھپر اور دیکھا آنحضرت نے عرش کیطرف ایک سرسری نظر سے اور التفات
نفرمایا اوسکی طرف پس وہ رسول معظم کہ عرش جسکی التفات فرمانیکا باینہمہ عظمت و جلالت
متمنی ہوا اور آنحضرت نے التفات نفرمایا کہ اوسکی طرف بھی توجہ اور التفات کرنا
بسبب کمال صفائی حضور کو باعث کدورت تھا کیا است پروری اور رحمت ہے کہ امتی
آپکا جو محبت سے درود پڑہتا ہے اور آپکو یاد کرتا ہے اوسکی طرف خود ملتفت ہوتے ہین
اور یہ دولت عظمیٰ کہ جسکی عرش کو تمنا تھی بے مانگی درود شریف کی برکت سے ہم لوگونکو
حاصل ہوتی ہے اور اگر محبت سے درود نہ پڑہا بلکہ بطریق رسم کے یے التفاتی سے پڑہا
توبھی یہ دولت تو ضرور ہی ملے گی کہ عرض کیا جاویگا درود اوسکا حضور کیخدمت مین
بذریعہ ملائک کے یہ بھی بڑی خوش نصیبی ہے کہ گو ہم اپنی شامت اعمال کی وجہ سے
حضوری سے محروم ہین مگر ذکر تو ہمارا محفل حضور مین پہنچا اور جب نبی کریم نے ہماری
ہستی سے پیشتر ہماری طرف توجہ کی اور رحمت فرمائی توجو شخص کہ ہم مین سے آنحضرت کو
یاد کریگا اور ذکر اوسکا حضور مین بذریعہ ملائکہ پیش ہوا کریگا بلاشک اوسکی طرف
حضرت کی توجہ خاص ہوگی اور حضرت کی توجہ باعث نجات ہے چنانچہ معتبر
لوگون نے روایت کیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ معظمہ مین
ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر مقام پر بجائے ادعیہ ماثورہ کے درود شریف پڑہتا ہے

ساتھہ ایسا نور ہوگا کہ اگر تقسیم کیا جاوے تمام خلق پر کفایت کرے اور فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو کسی حاجت مین تنگی واقع ہو مجھہ پر درود کی کثرت کرے البتہ درود دفع کرتا ہے اوسکے ہموم اور غموم کو اور کرتبونکو اور زیادہ کرتا ہے رزق کو اور برلاتا ہے حاجتون کو اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جس محفلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا جاتا ہے اوس محفل سے ایک خوشبو پاکیزہ بلند ہوتی ہے یہانتک کہ پہنچتی ہے عنان فلک تک پس فرشتے کہتے ہین کہ یہ وہ مجلس ہے کہ جسمین آنحضرت پر درود پڑہا جاتا ہے اور بعض اخبار مین مروی ہے کہ جسوقت کوئی مومن یا مومنہ شروع کرتا ہے درود پڑہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہلجاتے ہین دروازے آسمان کے اور پردے عرش عظیم تک اور نہین باقی رہتا کوئی فرشتہ آسمانو نمین مگر یہ کہ درود پڑہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دعاے مغفرت کرتا ہے اوس درود پڑہنے والیکے واسطے پوچھا گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا دیکھتے ہین آپ صلواۃ کو درود پڑہنے والیکی جو غائب ہو آپسے یا آویگا بعد آپ کے کیا حال ہے ان دونونکا آپ کی نزدیک فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنتا ہونمین صلوۃ اہل محبت کو اور اونکو پہچانتا ہون اور عرض کیا جاتا ہے مجھہ پر درود سوا اونکو دوسرونکا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گو درود شریف ایک ہی چیز ہے مگر جزا اوسکی پڑہنے والیکی حیثیت خلوص اور محبت پر قائم ہوتی ہے پڑہنے والا جیسے خلوص سے اور محبت سے پڑہیگا ویسی ہی جزا پاویگا اسی وجہہ سے احادیث فضائل درود شریف مین جوا جور مروی ہین متفاوت ہین اور بڑا اجر عظیم درود پڑہنے والیکے واسطے یہ ہے کہ اللہ تعالی خود متوجہہ ہوتا ہے ساتھہ رحمت کے جیسا کہ اول کی حدیثون سے ظاہر ہوتا ہے اور نبی کریم بھی براہ دعا خیر نوازی التفات فرماتے ہین جیسا کہ حدیث آخر سے ثابت ہے

تین روز سے اسکا درود میرے پاس نہین پہنچا کل مینے فرشتون سے کہا کہ فلان شخص میرا امتی
کبھی بغیر درود پڑہنے کے نسوتا تہا کیا وجہ جو تم اوسکا درود کل سے نہین لائے فرشتون نے
کہا کہ یا رسول اللہ ہمکو اللہ تعالے نے قوت دی ہے کہ جو درود پڑہتا ہے ہمکو معلوم ہوجاتا ہے اور
ہم حضور مین عرض کردیتے ہین کل سے اوس شخص کا درود ہمکو نہین پہنچا اب حضور اوسکا
حال پوچہتے ہین ہم دریافت کرکے کل عرض کرینگے آج وہ آئے اور مجہسے کہا کہ یا رسول اللہ
وہ مرگیا اور اپنے اعمال بد کے سبب سے عذاب الہی مین مبتلا ہے مجہکو یہ سنکر خیال آیا کہ وہ شخص
روز ایکمرتبہ مجہکو یاد کرتا ہوا ایسے وقت مین مین اوسکو بہلا دون مینے خود اوسکے واسطے خدا تعالے کی
اور اوسکے واسطے دعا کی اللہ تعالے نے میری دعا قبول فرمائی اور اوسکو بخش دیا حال
ایک وقت درود پڑہنے والیکا تہا جو ہر وقت اس شغل مین رہیگا اوسپر کیا کچہ عنایت اور رحمت
حضرت کی ہوگی اور اگر ہر وقت نہو سکے تو ایک وقت معین پر خواہ غیر معین پر ضرور روز
درود شریف پڑہنا چاہیے ناغہ نہو کیونکہ یہ امر باعث تعلق آنحضرت ہوتا ہے اور اس حدیث سے
سوا فضل درود شریف کے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حیات دنیاوی مین
سنتے تہے اور دیکہتے تہے کیونکہ بعد ممات کے مانع حضور کے سماعت اور بصارت کو نہ تہا ویسا
ہی حضرت بعد وفات شریف کے بھی سنتے اور دیکہتے ہین وفات حضرت کی مثل ہماری
موت کے نہین ہے چنانچہ اسیواسطے اللہ تعالے جلشانہ نے قرآن مجید مین حال حضرت کی
وفاتکا جہان مذکور کیا ہے یون ارشاد فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ یعنی تم ایک
میت ہو یا محمد اور وہ سب خلق ایک میت ہین اگر ہمارے اور حضور کے موت ایک ہی سی
ہوتی تو اللہ تعالے کہ خالق فصاحت ہے اور اس کلام پاک کو اوسنے کمال فصاحت سے
نازل کیا ہے لفظ میت کو دونون جانب ارشاد کرتا یون فرمادیتا اِنَّكَ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ

پوچھا اوسنے کہ اسے شخص آیا تجھکو وہ دعائین یاد نہین ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان مقامات مین پڑہنا تعلیم کی ہین اوس شخص نے کہا کون ہے تو مجھکو درود پڑہنے کو
منع کرتا ہے اونہون نے کہا کہ مین ہون سفیان ثوری درود شریف پڑہنے کو منع نہین کرتا
سبب پوچھتا ہون وہ شخص آپ کے نام سے واقف تہا اور جانتا تہا کہ آپ مقتدائے دین ہین
نام سنکر پہچانا اور کہا میرا قصور معاف کیجیے کہ مین نے کلام گستاخانہ کیا مین آپ کو پہچانتا نتہا
اور جس امر کا آپ نے مجھسے سوال کیا وہ ایک راز ہے میرے اور میرے رسول کے درمیان مین
آجتک مینے کسی سے کہا نہین ہے مگر اب آپ پوچھتے ہین آپسے عرض کرتا ہون کہ مینے یکبار سفر
کیا باپ میرا میرے ساتھ تہا اور وہ نہایت گنہگار آدمی تہا اثنائے راہ مین وہ بیمار ہوا
اور مر گیا وقت مرگ کے آثار سوء خاتمہ اوسپر ظاہر ہوے رنگ اوسکا سیاہ ہو گیا اور جسم
بدبو آنے لگی مینے جب اوسکا یہ حال دیکہا تہا اوسکو دفن کر دیا تاکہ اور مسلمان اوسکو
اس حالمین نہ دیکہین اور بعد دفن کے مین اوسکی قبر پر روتا رہا اسوجہ سے کہ وہ اسحالمین
مرا بعد تین روز کے ایکمرتبہ مینے دیکہا کہ ایک بزرگ تشریف لائے سراپا نور خدا اور مجھسے کہا کہ
اپنے باپ کی لاش میرے سامنے لے آ مینے عرض کی کہ حضرت وہ اس قابل نہین ہے
کہ آپکی حضور مین حاضر کرون فرمایا ہم حکم دیتے ہین لے آ اونکی ہیبت کیوجہ سے مجھسے
بجز تعمیل حکم کے کچھہ نہو سکا فوراً اپنے باپ کی لاش کو کہود کر پیش کیا اونہون نے اپنا دست مبارک
اوسکے چہرہ پر رکہا چہرہ اوسکا نورانی ہو گیا اور جسم خوشبو آنے لگی جب وہ تشریف لیچلے
تو مینے دامن شریف پکڑ لیا اور عرض کیا کہ حضرت یہ ارشاد ہو کہ آپ کون ہین کہ ایسے
وقت مصیبت مین اس بندۂ خدا کی آکر اعانت کی فرمایا مین ہون محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یہ شخص گو گنہگار بڑا تہا مگر اسنے ایک وظیفہ درود کا مقرر کیا تہا بغیر اوسکے شب کو نہ سوتا تہا

کہ دربار عام سے دربار خاص مین تشریف لیگئے پہلے سب عام و خاص زیارت کرتے تھے
اب فقط خواص حضور سے مشرف ہوتے ہین لیکن فیضان حضور تمام امت پر ویسا ہی
جاری ہے اور توجہ جانب امت گنہگار ویسی ہی قائم ہے موافق عقائد اہل سنت کے
کل انبیا علیہم السلام زندہ ہین خود نبی کریم نے فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے کہ حضور نے قصہ
اسراء مین ارشاد کیا کہ ملاقات کی مینے ابراہیم علیہ السلام سے وہ اپنی قبر مین تلاوت کتاب
اللہ کرتے تھے سوال کیا گیا آنحضرت سے کہ ابراہیم علیہ السلام کو وفات فرمائے بہت
زمانہ ہوا فرمایا رسول کریم نے کہ زمین کی یہ مجال نہین ہے کہ نبی کے جسم کو کھا سکے انبیا
جیسے حیات مین ہین ویسے ہی بعد وفات کے رہتے ہین اور کیا شک ہے انبیا علیہم السلام
کی حیات مین جب اللہ تعالے قرآن مجید مین شہید کے حق مین فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا
لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ یعنی نہ کہو اونکو جو اللہ کی
راہ مین مارے گئے مردہ وہ زندہ ہین تو انبیا علیہم السلام جو اونکے بھی سردار ہین اور قطعی
اونسے افضل ہین اونکی حیات مین کیا شک ہے اہل علم مین اختلاف اسبات مین البتہ ہے کہ
قرارگاہ انبیا کہان ہے بعضے قایل ہین کہ آسمان پر ہے اور بعضے قایل ہین کہ زمین پر ہے
اور دونون تمسک کرتے ہین ساتھہ اوس حدیث کے جو قصہ معراج مین وارد ہی کہ ملاقات کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کل انبیا سے بیت المقدس مین کہ وہ سب وہان مع الجسد
حاضر تھے اور ملاقات کی آسمانون پر بھی انبیا سے جو آسمان پر قیام کے قائل ہین وہ
بیت المقدس مین ملاقات ہونے مین یہ تاویل کرتے ہین کہ اوسوقت انبیا علیہم السلام
بطور استقبال سید الانبیاء زمین پر تشریف لائے تھے اور جو زمین پر قیام کے قائل ہین
وہ آسمان پر ملاقات ہونے مین یہ تاویل کرتے ہین کہ آسمان پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا تم سب میت ہو تا کہ کلام مختصر ہوتا اسصورت مین البتہ موافق قواعد نحو کے ہم سب خلق
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سی میت ہوجاتے لہذا اللہ تعالے نے ہماری موتکو
علیحدہ مذکور کیا اور نبی کریم کی وفات کو علیحدہ ارشاد فرمایا اب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کو نعوذ باللہ اپنا سا میت قرار دینا اللہ تعالے سے مخالفت کرنا ہے بلاشک رسول کریم
زندہ ہین اپنی قبر شریف مین مضمون وفاتکا صرف اسقدر ہے کہ اللہ تعالے نے آپ کو
واسطے ہدایت خلق کے اور تعلیم کرنے احکام دین کے دنیا مین ظاہر کیا تھا جب دین پورا
ہوگیا آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل فرمائی یہ آیہ شریفہ
گویا پیغام تھا کہ آپ جس کام کیواسطے تشریف لائے تھے پورا ہوگیا اب تخلیہ کیجیے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کہ سچے اور کامل عاشق اللہ تعالے کے ہین اور سچے عشاق کو موت
پسندیدہ ہوتی ہے اسواسطے کہ غیر کا تعلق قطع ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے
فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ یعنی تمنا کرو موت کی اگر سچے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پیام الٰہی سے خوش ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھکو بھی خلق سے تخلیہ
کرنا منظور ہے مگر اسکی صورت کیا ہوگی جبرئیل نے عرض کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اگر
آپکی مرضی ہو مین زندہ آپ کو آسمان پر بلالون نبی کریم نے فرمایا اے جبرئیل اللہ تعالی نے
قرآن شریف مین مجھسے فرمایا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ یعنی اللہ نہین ہے ایسا
اے محمد جنمین تم ہو ان پر عذاب کرے اگر مین زمین سے چلا جاؤنگا تو امت مبتلائے
عذاب ہوجاویگی مین امت کو نچھوڑونگا او نہین کے ساتھ زمین مین رہونگا اور پردہ
وفاتمین لقائے الٰہی کو تخلیہ مین حاصل کرونگا چنانچہ صورت وفات شریف کی حسب
درخواست اور مرضی نبی کریم ظاہر ہوئی حضرت کے وفات کا مضمون اسیقدر ہے

مین پہنچتی ہے مبادا کہ ناگوار خاطر شریف ہو اور اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ بعد وفات جناب
نبوت کے سیدنا و مولانا علی مرتضی علیہ السلام نے اپنے حجرہ سے دروازہ نکال ڈالا اور
اوسکی جگہہ پردہ کپڑیکا قائم کیا ایک شخص نے سوال کیا جناب امیر سے کہ آپ نے
دروازہ حجرہ کا کیون نکال ڈالا فرمایا آپ نے کہ قریب اس مقام کے اللہ کا محبوب استراحت
فرماتا ہے ڈرا مین اس سے کہ مبادا آواز دروازہ کہلنے کی سمع شریف مین پہنچے اور
خاطر نازک پر گران ہو اسواسطے مینے دروازہ نکال ڈالا اب سمجھہ لینا چاہیے کہ حضرات
صحابہ کیسا سنہوا لاجانتے تھے آنحضرت کو اب کوئی یہ خیال کرے کہ آخر عالم ظہور دنیا مین
ہے آنحضرت حضرت جناب امیر کے حجرہ کے قریب تشریف رکہتے تھے اوسوقت کیون
نہ جناب امیر نے دروازہ نکالا جواب اوسکا یہ ہے کہ ظہور جناب رسالت عالم دنیا مین مثل بار
عام تھا آنحضرت کا جسوقت حاکم رعایا پرور دربار عام کرتا ہے اوسوقت ہر اک سقب
عرض معروض کر لیتا ہے اور جب وہی حاکم تخلیہ کرتا ہے واسطے اپنی آسائش کے اوسوقت
ہر شخص مقرب بہی ڈرتا ہے عرض وغیرہ کرنے سے کہ اوسوقت مزاج سلطان آسائش
اور لذائذ کیطرف متوجہہ ہوتا ہے اسیوجہہ سے وقت تخلیہ جناب رسول کریم کے صحابہ
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین زیادہ تر لحاظ ادب حضور کا کرتے تھے چنانچہ
مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ اپنے عہد خلافت مین درہ اپنے پاس
رکھتے تھے جب کوئی شخص باآواز بلند مسجد نبوی مین کلام کرتا تھا آپ درہ سے مارتے تھے اور
فرماتے تھے اللہ تعالے فرماتا ہے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی یعنی نہ بلند کرو
اپنی آوازونکو آواز نبی پر اور نیز اثبات حیات رسول کریم مین ایک روایت مدارج
وغیرہ معتبر کتابون مین لکھی ہے کہ سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کہ اجلہ تابعین اور

سے فقط خواص انبیا سے ملاقات ہوئی ہے اس سے ثابت ہے کہ واسطے اونکے اظہار فضل
کے اللہ تعالے اونکو بھی آسمانون پر لیگیا اور حسب مراتب اونکو ایک ایک آسمان پر ہونے
نے ملاقی ہوئے نبی الانبیا سے ملاقات کی تاکہ عظمت اونکی دوسرے انبیا پر ثابت
ہوجاوے اور حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج مین اسی بحث مین
فرمایا ہے کہ شہدا بھی زندہ ہین مگر انبیا علیہم السلام کی حیات اونسے قوی تر ہوتی ہے
کلام اللہ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات سوائے قرآن شریف اور حدیث نبوی کے
بہت سے آثار صحابہ سے بھی ثابت ہوتی ہے منجملہ اوسکی ایک روایت یہ ہے کہ روضۃ الاحباب مین
کیفیت دفن رسول کریم مین وارد ہے فرماتے ہین حضرت قثم ابن عباس رضی اللہ تعالے
عنہما کہ جب کہا ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف مین دعا مغفرت امت فرماتے
تھے اس روایت سے حیات نبی کریم بھی ثابت ہوئی اور امت پروری اور رحمت آنحضرت بھی
ظاہر ہوئی واقف کردیا ہمارے نبی نے اپنی رحمت سے ہمکو اس بات سے کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم
جبتک دنیا مین ظاہر تھے اوسوقت تک تمہارا خیال تھا اب جو تخلیہ کیا تو تمکو بھول گئے
بلکہ ظاہر کردیا کہ جسطرح دنیا مین ہمکو تمہارا خیال تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور جذب القلوب
الی دیار المحبوب مین شیخ محقق دہلوی نے روایت کیا ہے کہ بعد وفات جناب رسالتمآب کے ایکروز
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا روضہ مقدسہ جناب نبوت مآب مین
حاضر تھین اور کسی شخص نے اپنے مکان مین کھونٹی گاڑی آواز اوسکی روضہ منورہ مین
پہنچی ام المومنین محبوبہ جناب سید المرسلین نے خادمہ سے فرمایا کہ جاکر اس شخص سے
کہدے کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے ہین آنحضرت کی وفات کو ابھی سے تم لوگ آداب
جناب رسالت کو بھول گئے نہین ڈرتے ہو اس بات سے کہ آواز کھونٹی گاڑنیکی شمع شریف

فرماتے ہین کہ یہ عالم چونکہ تنگ ہے اور فضائل اور کمالات نبی کریم نامحدود پس اس
عالم مین اونکا ظہور کامل طور پر نہین ہوسکتا تھا لہذا اللہ تعالے جلشانہ نے ظہور
اسکا کما حقہ عالم آخرت کیواسطے اوٹہار کہا ہے کہ وہ عالم شرح اور بسط کا ہے
ایسا کہ اللہ تعالے کی لقا اوسوقت حاصل ہوگی پس اوسیوقت مین فضائل ور کمالات
آنحضرت کما حقہ ظاہر ہون گے اور بڑائی آنحضرت کی تمام خلق کو معلوم ہوگی اور بعضے
مفسرین فرماتے ہین کہ نبی کریم پر اللہ کا فضل بیحد ہے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا
اسپر شاہد ہے اور عطاے الہی بہی نسبت آنحضرت کے بے انتہا ہے آیہ کریمہ اِنَّا
اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اس مدعا کو ثابت کرتی ہے پس جب فضل اور عطاے الہی دونون
بیحد ہوئے تو ہر لحظہ اور ہر ساعت نبی کریم کو ترقی ہے اور مدارج رفعت نبی کریم بڑہتے
جاتے ہین اسصورت مین ہر ساعت جو گذر جاتی ہے ساعت آیندہ کی ساعت گذشتہ کی
نسبت سے آخر ہے آنحضرت کے حق مین بہتر ہے پس جو معنی اس آیہ شریف کے لیجاوین
اوس سے یہ امر قطعی طور سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ترقی ہے
ہر صفت مین نہ کمی پس بالیقین وفات شریف سے آنحضرت کا کچھ کمال کم نہین ہوا بلکہ
بڑہنا چاہیے اور نبی کریم حیات دنیا مین سنتے تھے وہ جسے ہم لوگ سن نہین سکتے اور دیکھتے
وہ جسے ہم دیکھ نہین سکتے سنتے تھے آپ اطیط سماوات اور دیکھتے تھے قریب و بعید کیساں
تو اب اسمین بہی ترقی ہونا چاہیے اسیوجہ سے فرمایا ہے نبی کریم نے کہ سنتا ہون مین
صلوۃ اہل محبت کو اور اونکو پہچانتا ہون اور جسطرح سے آنحضرت سنتے ہین صلوۃ اہل محبت
اوسیطرح سنتے ہین اہل خلوص کی عرض حاجت کو اور اونکی اعانت فرماتے ہین اور
حضرت سے اعانت طلب کرنا اور نبی کریم کا اعانت کرنا دعا ہے بحضور جناب احدیت

فقہائے مدینہ سے ہین فرماتے ہین کہ جب لشکر یزید پلید علیہ ما یستحقہ بعد شہادت ابن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ مین پہنچا اور اوس شہر پاک کو کہ صد ہا حدیث
جسکے فضل مین وارد ہین غارت کیا اور صحابہ رسول کریم کو درون حرم نبوی کے
اون ظالمان بیدین نے قتل کیا چنانچہ اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ حرم شریف کے
ناپدانون سے خون صحابہ کرام بہتا تھا جسقدر اہل حق باقی رہے تھے وہ جنگل بیابان کیطرف
نکل گئے غدارون نے دیار حبیب کریم پر قبضہ کیا اور حرم نبوی کے ساتھ بیت بیادبیان
کین غضب کرے اللہ تعالے اون پر حضرت سعید فرماتے ہین کہ مین نابینا تھا
تمین جانے سکا سخت پریشان ہوا آخر کار خیال مین آیا کہ روضہ مقدسہ نبی کریم مین
غدارین مین ہمارا ملجا ہے پناہ لینا چاہیے اور مین نے روضہ شریف مین پناہ لی مگر
مجھکو خیال اس بات کا تہا کہ یہ لوگ جو اسوقت قابض اور متصرف ہین غدار اور منکر
خدا ہین انکو نماز سے کیا کام اور مین نابینا ہون نماز کیوقت کو کیونکر پہچانونگا مین اسی
فکر مین تھا کہ نماز کا وقت آیا سنا مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر شریف مین
اذان کہی اور اقامت فرما کر ارکان نماز ادا فرمائے پس مینے بھی نماز پڑہی تین شب
روز راوی لکھتے ہین کہ مین روضہ مقدسہ مین پناہ گزین رہا نماز پنجگانہ کیوقت سر روز
اسیطرح مین آواز آنحضرت کے اذان اور اقامت کی سنتا تہا اور اوسیکے موافق
نماز پڑہتا تہا کوئی شک نہین ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم قبر شریف مین
زندہ ہین اور سنتے ہین اور دیکھتے ہین اور کیونکر نہو شان رسول کریم یہ ہے کہ اللہ تعالے
آپکی خطاب مین فرماتا ہے وللاخرۃ خیر لک من الاولی یعنی تمہارا آخر اول سے
اچھا ہے بعض مفسرین نے آخرت سے مراد عالم آخرت لیا ہے اور اول سے دنیا اور وہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے اور اونکی تسکین کر دیتے تھے کہ اللہ تعالی
نے میری دعا قبول کی اور گناہ تمہارا بخشا یا شیخ محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ تفسیر
مدارک مین اسی آیہ کریمہ کے تحت مین لکھا ہے کہ ایک اعرابی مسجد شریف
حضرت نبوت مین حاضر ہوا اور روضہ مطہرہ کے سامنے اوسنے کھڑے ہوکر موافق
آداب زیارت کے سلام بحضور جناب رسالت پیش کیا اور بعد سلام کے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اللہ تعالے فرماتا ہے اور آیہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم آخر تک پڑہے اور
بعد اوسکے کہا کہ مجھسے گناہ ہوا ہے اسواسطے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ آپ دعای
مغفرت کرین اور یہ شعر پڑہے

یا خیر من دفنت فی الترب اعظمہ	فطاب من طیبہن القاع والاکم
نفسی فداء لقبر انت ساکنہ	فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

چونکہ وہ محبت مین سچا تھا اور عقیدہ مین پکا یہ عرض کرتے ہی بے اختیار رویا یہانتک
کہ روتے روتے گر پڑا اسکا گرنا کہ دریاے رحمت محمدی جوش مین آیا اور روضہ مقدسہ
مین سے آواز آئی کہ اے شخص مینے تیرے واسطے دعا کی اور اللہ تعالے نے قبول فرمائی
اور گناہ تیرے بخشدئے سب حاضرین مسجد نے یہ آواز سنی مبارک ہو ہمکو اے گروہ
اہل اسلام کہ ہمارے سردار آجتک ہماریطرف کمال رحمت سے متوجہ ہین اور دروازے
آپ کے فیض کے امت پر کہلے ہین اوسہرسے عنایت مین اور دینے مین کمی نہین ہے
مگر صد حیف کہ ہمکو مانگنا نہین آتا اور ہم سے متوجہ نہین ہوا جاتا آنحضرت تو وہ رحمۃ للعالمین
ہین اور ایسے کریم ہین کہ طالب کو محروم چھوڑتے ہی نہین اور نہ سائل کے سوال کو
رد کرتے ہین ایک چوب خشک آپکی درد جدائیسے چو رو یا فوراً آنحضرت نے اپنے فیضان سے

کتاب اللہ سے ثابت ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ
واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی جب گناہ ہو مسلمانونسے اور آوین تمہارے
پاس اور استغفار کرین خود اور دعائے مغفرت کرے انکے واسطے انکا رسول تو البتہ
پاوینگے اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا اس آیہ شریف مین صراحتا اللہ تعالے نے
ہمکو جھکایا نبی کریم کیطرف کہ حکم فرمایا وقت صدور گناہ کے حاضر ہو رسول کے پاس اور
اوس سے دعائے مغفرت کراؤ تو ہم بخشینگے پس اب وہ لوگ جو اللہ کے حضور مین وسیلہ رسول
پیش کرنیسے انکار کرتے ہین اور یہ حجت لاتے ہین کہ جب اللہ تعالے خود سنتا اور دیکھتا ہے
تو ہمکو اوسکے حضور مین وسیلہ کرنیکی کیا ضرورت ہے ذرا غور کرین یہ قیاس کرنا ہے
بمقابلہ نص کے اور یہ کفر ہے اور اول ایسا قول شیطان نے کہا ہے جب اللہ تعالی نے
حکم دیا آدم کو سجدہ کرنیکا تو اوسنے اس حکم کو نمانا اور قیاس کیا کہ مین آدم سے اچھا ہون
کہ اوسکو مٹی سے بنایا اور مین آگ سے بنا ہون پس ایسے قیاس نے اوسکو ملعون کیا
نعوذ باللہ من ذالک خدا پرستی اسی کا نام ہے کہ جو اللہ تعالے حکم دے اوسکو بندہ بجا لاوے
اللہ تعالے نے ہمکو بیت اللہ کی سمت کہ ایک مکان پتھر اور چونہ کا بنا ہے سجدہ کرنیکا
حکم دیا اگر کوئی اس حکم کو نمانے قطعی کافر ہے اور اگر کعبہ کو معبود جانکر سجدہ کرے تو بھی مشرک ہے
خدا پرستی کیا ہے کہ کعبہ کو سجدہ کرے یہ سمجھکر کہ اللہ کا سجدہ کرتا ہون اوسکی حکم سے کعبہ کی
سمت پر اسیطرح نبی کریم سے اعانت طلب کرنا اور آپکو وسیلہ کرنا جناب الہی مین یہ
سمجھکر چاہیے کہ اوسکا حکم ہے ورنہ وہ قادر ہے بلا وسیلہ دینے پر اور اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت سے کہ آیہ کریمہ ولو انہم اذ ظلموا نازل ہوئی تھی وقت
صدور گناہ کے حضرت کیخدمت بابرکت مین حاضر ہو کر آپسے دعا کراتے تھے اور

وہ عقل کامل عطا ہوئی تھی کہ اوسنے عرض کیا

گفت آن خواہم کہ دایم شد بقا ش | بشنو ای غافل کم از چوبی مباش

پس آنحضرت نے جب عرض اوسکی سنی کہ یہ ولدادہ ہمت عالی ہے وہ چاہتا ہے جسکو دائمی بقا ہے فورا مسجد شریف مین محراب النبی کے پشت پر اوسکو دفن کردیا اور اوس سے وعدہ کرلیا کہ قیامت کے روز میری امت کے انسانونمین تیرا حشر ہوگا اور اپنے ساتھ تجھکو جنت مین لیجاؤنگا مروی ہے کہ حضرت امام الائمہ حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ اکثر اپنی محفل وعظ مین اس روایت کو فرماتے تھے او روقت بیان کے روتے تھے اور مسلمانونسے کہتے تھے کہ ای لوگو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک چوب خشک کے ہم تو کم نہواسے عاشقان جمال احمدی خیال کرو جس کریم نے چوب خشک کے سوال کو رد نکیا او مرتبہ انسانیت کاملہ اپنے فضل سے اوسکو دیدیا اگر ہم انسان ہوکر اوس سے مانگیں گے تو کیونکر محروم رہین گے او عرض حاجت اپنے آقا سے نکرنا بھی ایک سخت محرومی ہے گو وہ خلوص او محبت نہو تاہم حضور مین عرض تو کرنا چاہیے اشعار

یا حبیب الالہ خذ بیدی	مالعجزی سواک مستندی
استنفد والقاصد مضطر	شمر واذیلکم اسے الملد
دیکھنے جلوہ دیدار کو آتے جائے	کل نظارہ کو آنکھونپہ اوٹھائے جائے
دشت پیمین تیرے ناقہ کے پیچھے پیچھے	وہ جہان جیب گریبانکی اوڑاتے جاتی
کافی کشتہ دیدار کو زندہ کرتے	لب اعجاز اگر آپ ہلاتے جاتے

اور ذات بابرکات جناب سرور کائنات کو اللہ کے حضور مین وسیلہ کرنیسے قرب الہی بلاشبہ حاصل ہوتا ہے اللہ تعالے جلشانہ قرآن مجید مین فرماتا ہے

اوسکو بالامال کردیا چنانچہ روایت ہے کہ مسجد شریف مین محراب النبی کے متصل ایک
ستون تہا چوب خشک کا نبی کریم اوس سے تکیہ لگاکر خطبہ پڑہتے تھے اور وعظ فرماتے تھے
صحابہ نے کہ دل و جان سے عاشق تھے آنحضرت کے باہم مشورہ کیا کہ حضرت کو کھڑے ہوکر
وعظ فرمانے مین تکلیف ہوتی ہے ایسی تدبیر ہو کہ حضرت کو تکلیف بہی کھڑے ہونیکی نہو
اور ہم بہی زیارت سے مشرف ہون الغرض منبر شریف بنایا اور مسجد شریف مین
رکہا حضور نے منبر پر جلوس فرمایا اور بیان وعظ اور نصائح مین مشغول ہوئے ناگاہ وہ
ستون کہ برکت مجاورت نبی مختار سے مرتبہ محبت مین انسانون پر شرف لے گیا تہا
غم فراق آنحضرت سے رو دیا

استن حنانہ از ہجر رسول — نالہ میکرد ہمچو ارباب عقول
درمیان مجلس وعظ آنچنان — کز وے آگہ گشت ہم پیر و جوان
در تحیر ماندہ اصحاب رسول — کز چہ مینالد ستون با عرض و طول

نبی کریم فطرت رحمت سے اوس خستہ کے گریہ و زاری ملاحظہ فرماکر منبر پر سے اوترے کمال شفقت سے
اوس نوحہ گر سے فرمایا

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون — گفت جانم از فراقت گشت خون
از فراق تو مرا چون سوخت جان — چون ننالم بے تو اے جان جہان
مسندت من بودم از من تاختی — بر سر منبر تو مسند ساختی

جواب مین اوسکے حضور نے ارشاد کیا کہ اگر تجہکو منظور ہو تو اللہ تعالے تجہکو ایک درخت
کردے کہ تمام عالم تجہسے نفع اوٹہاوے اور اگر تیری مرضی ہو تو اللہ تعالے تجہکو جنت کا
ایک درخت کردے تاکہ ابد تک تو سرسبز رہے اوس ستون کو فیضان جناب رسالت

لہذا اس بے ادبی نے اونکو کافر کیا اسیطرح بہت سے امور ہین کہ غیر خدا کیساتھہ
وہ امر کرنیسے کفر کا اطلاق کتاب اللہ مین وارد ہے اور وہی امر نسبت نبی کے کرنا خود
قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالے جلشانہ نے قرآن مجید مین غیر خدا کو
ولی ٹھرانیکو کفر مین داخل کیا ہے اور باوجود اسکے اوسی کتاب مین فرمایا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ یعنی تمہارا ولی اللہ ہے اور اللہ کا رسول پس اب ثابت ہوگیا کہ نبی
غیر خدا نہین ہے بلکہ بسبب قرب اور نیابت خدا کے وہ مرتبہ نبی کو حاصل ہے کہ جو فعل
اوسکے ساتھہ کیا جاویگا وہ بعینہ اللہ تعالے کیطرف رجوع کرجاویگا اللہ تعالے خود آیتہ
بیعت مین اپنے حبیب کریم کے خطاب مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ
اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی جسنے تمہاری بیعت کی اے محمد اوسنے اللہ ہی کی بیعت کی
اللہ تعالے کا ہاتھہ ہے اونکے ہاتھون پر جب رسول کریم کو اسدرجہ تقرب الہی حاصل ہے
کہ حضور کی بیعت کو اللہ تعالے اپنی بیعت فرماتا ہے اور آپکے دست مبارک کو اپنا ہاتھہ
ارشاد کرتا ہے تو اب استعانت نبی کریم سے کرنا اور حضور کے وسیلے سے اللہ تعالے سے
دعا مانگنا کیونکر منع ہوسکتا ہے اس دلیل سے کہ یہی فعل کفار اپنے باطل معبودونکی ساتھہ
کرتے تھے مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا ✤ کہان وہ دشمن خدا کے
اور کہان یہ محبوب اللہ تعالے کے دونون کیواسطے ایک حکم نہین ہوسکتا اور دلیل
واضح اس مدعا پر حدیث جناب رسالت اور آثار صحابہ ہین جو کتب معتبر حدیث مین
مروی ہین کہ اونسے نبی اور مقربان نبی کو جناب الہی مین وسیلہ کرنا ثابت ہے چنانچہ منجملہ
اوسکے دو ایک روایتین بیان کیجاتی ہین اور اسیقدر واسطے ثبوت مدعا کے اہل انصاف کے
نزدیک کافی اور وافی ہے چونکہ منکران شفاعت شفیع المذنبین و وسیلہ سید المرسلین

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ اے ایمان والو
تقوی کرو اور ڈھونڈو اللہ کیطرف وسیلا اور جہد کرو اللہ کی راہ مین وسیلہ سے مراد ایمان نہیں
ہو سکتا کیونکہ وہ مخاطبین مین موجود تہا اسکے ڈھونڈنیکی کیا حاجت ہی اور عبادت بہی وسیلہ
نہین ہو سکتی کیونکہ اتقوا موجود ہے اور اوسپر وابتغوا الیہ الوسیلہ کو عطف کیا ہے
موافق قاعدۂ نحو کے معطوف اور معطوف علیہ ذات مین جدا ہوتے ہین اور حکم مین
ایک پس اب تقوی وسیلہ نہین ہو سکتا اور جہد فی سبیل اللہ بہی اسی قاعدہ سے
وسیلہ نہین ہو سکتا اسصورت مین وسیلہ سے مراد تعلق کرنا ہے ذات کامل الصفات
سید موجودات سے کہ وہ وسیلہ ہے اللہ سے تعلق حاصل ہونیکا جیسا کہ علماء محققین نے
اسکی معنی مین فرمایا ہے اور بعضے لوگ جو مراتب سید الانبیا سے واقف نہین ہین
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کرنیسے انکار کرتے ہین اور یہ دلیل لاتے ہین
کہ کفار بہی اپنی باطل معبودونکو خالق نہین سمجھتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ وہ ہمارے شفیع اور
وسیلہ ہین حضور خالق مین اور اسی سبب سے وہ کافر ہوئے اور اونکی اس قول کی
اللہ تعالے نے کلام قدیم مین جابجا خبر دی ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ حضور جناب
احدیت مین شفیع اور وسیلہ ہونا انبیا علیہم السلام کی شان ہے جو اللہ کے خاص اور برگزیدہ
بندہ ہین اور اللہ تعالے نے اونکو ہماری ہدایت کا وسیلہ خود کیا ہے بمقتضای اپنی
حکمت بالغہ کے ورنہ وہ خود قادر ہے بلا وسیلہ انبیا ہدایت کرنے پر پس وسیلہ اور شفیع
ہونا بحضور جناب ایزدی صفات انبیا علیہم السلام اور متبعین اور متعلقین خاص
انبیا سے ہے ایسے صفات کو جو مقر ہین خاص حضرت الوہیت کیواسطے سزاوار
ہین چونکہ کفار نے اپنی باطل معبودون کی نسبت کہ اعداء اللہ ہین بمحل اعتقاد کیا

فرمایا ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا یعنی جسنے عصیان کیا اللہ کا
اور اوسکے رسول کا پس تحقیق گمراہ ہوگیا کہلی ہوئی گمراہی کرکے اور اسی امر کی مثبت
ایک حدیث صحیح بخاری شریف کی کتاب الصلوۃ باب استسقا مین مروی ہے اور وہ
یہ ہے کہ سیدنا حضرت فاروق رضی اللہ تعالے عنہ واسطے نماز استسقا کے باہر نکلے
اور حضرت سیدنا عباس ابن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
آگے کیا اور دعا کی کہ اے اللہ جب ہم پر کچھہ بلا نازل ہوتی تہی تو ہم تیرے حضور مین
وسیلہ کرتے تہے تیرے رسول کریم کو اب چونکہ آپ نے پردہ کیا لہذا اب ہم عم مکرم
آنحضرت کو تیرے حضور مین وسیلہ کرتے ہین کہ اس وسیلہ سے بارش رحمت فرما خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے یہ امر بہی ثابت ہوگیا کہ جو مقربین جناب
رسالت ہین اونکو بہی اللہ تعالے کے حضور مین وسیلہ کرنا درست ہے چہ جائیکہ ذات پاک
جناب رسالت اور یہ مضمون بہی ثابت ہوا کہ حضرات خلفاے نبی کریم کو کسقدر حفظ
مراتب اہل قرابت رسول مقبول تہا اور کیسا اونکو معظم جانتے تہے اور کس درجہ ونکا
آداب کرتے تہے کوئی شک نہین کہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کو سیدنا
عباس رضی اللہ تعالے عنہ پر ہر طرح سے فضل تہا مگر چونکہ ایک فضل خبئی قرابت
قریبہ نبی کریم اونکو حاصل تہا لہذا اونکو وسیلہ کیا پس اب ہم لوگون کو امت محمدی کو
اولیاء اللہ کو کہ ہر طرح سے ہم پر فضل رکہتے ہین اور قربت نبی کریم صوری اور معنوی اونکو
حاصل ہے اللہ تعالے کے حضور مین وسیلہ کرنا سنت ہوا اسواسطے کہ سنت خلیفہ
عین سنت حضرت نبوت ہے بمفہواے حدیث شریف علیکم بسنتی وسنۃ
خلفاء الراشدین اور فرمایا ہے بعض اولیاء اللہ نے اسی بحث مین کہ جب ہم کو

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ستیخ بین شیخ نجد کے لہذا اونکی تردید کیواسطے وہی حدیث بیان کیجاتی ہے جو علما خیر البلاد مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً نے رسالہ تردید اقوال باطلہ شیخ نجد مین تحریر فرمائی ہے اور روضۃ الاحباب مین وقت حاجت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف توجہ کرنیکے اثبات مین لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مروی ہے حضرت عثمان ابن حنیف سے رضی اللہ تعالے عنہ کہ ایک روز ایک نابینا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ یارسول اللہ مین چاہتا ہون کہ آپکے وسیلہ سے اللہ تعالے مجھکو بینا کردے پس نبی کریم نے اونکی عرض کو قبول کیا اور ارشاد فرمایا کہ جاکر وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ اور یہ دعا مانگ اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی مطلب اس دعا کا صاف یہ ہے کہ اے اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نبی رحمت ہین اور یا محمد مین آپکو ذریعہ اور وسیلہ کرتا ہون اللہ تعالے کے حضور مین اپنی اس حاجت کیواسطے کہ اللہ تعالے اسکو پورا کرے راوی کہتے ہین کہ وہ شخص باہر گیا اور ہنوز ہم لوگ مجلس سے متفرق نہوے تھے اور محفل دراز ہونے نپائی تھی کہ وہ نابینا حاضر ہوے اونکی دونون آنکھین روشن تھین گویا کہ کوئی عارضہ ہی اونکی آنکھوںمین نہ تھا اس روایت صحیحہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے کے حضور مین وسیلہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعانت چاہنا دونون امر کماحقہ ثابت ہوگئے اب انکار اسکا کرنا اللہ اور رسول کے حکم سے منکر ہونا اور انحراف کرنا ہے نعوذ باللہ من ذلک اللہ تعالی نے ایسے ہی لوگونکی نسبت مین

سیدنا علی مرتضیٰ علیہ السلام سے کہ جس گھر مین محمد کے نام کا آدمی رہتا ہے اوس گھر مین
رحمت اور برکت ہوتی ہے اور جس دستر خوان پر محمد کے نام کا آدمی کھانا کھاتا ہے اوس کھانیمیں
اللہ تعالے برکت کرتا ہے اور جس لشکر مین اس نام کا آدمی ہوتا ہے اوس لشکر کو اللہ تعالے
نصرت دیتا ہے اور حدیث مین مروی ہے کہ قیامت کو روز اللہ تعالے کیطرف سے ندا ہوگی
آج کے دن جو لوگ کہ موسوم ہین ساتھ اسم محمد اور احمد کے اہل حشر سے علٰحدہ ہو جاوین
اسواسطے کہ اللہ تعالے نے عہد کیا ہے اپنے نفس سے کہ جنکے نام مین یہ اسم ہونگے اللہ تعالے
اوسپر عذاب نکریگا اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا نبی کریم نے کہ دو شخص ہونگے میری امت سے
قیامت کے دن کہ اونکے نامہٴ اعمال مین کوئی نیکی نہوگی اور اللہ تعالے اونکو حکم دیگا کہ جنت
مین داخل ہو وہ عرض کرینگے کہ اے اللہ تو نے اپنے فضل اور کرم سے ہمکو بخشا حالانکہ ہمارے
نامہٴ اعمال مین کوئی نیکی نہ تھی لیکن یہ تو ارشاد فرما کہ یہ کسکی جزا ہے ارشاد ہوگا کہ تمہارے
نام مین لفظ محمد کی داخل تھی اور ہمنے عہد کیا ہے اپنے نفس سے کہ جو اس نام کو ساتھ موسوم
ہوگا اوسپر عذاب نکرینگے لہذا تمکو چھوڑ دیا اسی سے صاحب قصیدہ بردہ رحمتہ اللہ علیہ
فرماتے ہین **شعر** فان لی ذمۃ منہ بتسمیتی ۔ محمدا وھو اوفی الخلق بالذمم ۔ یعنی
میرے واسطے ذمہ داری آنحضرت کی ہے بسبب موسوم ہونیکے ساتھ اسم محمد کے اور
وہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے وفا کرنیوالے عہد کے ہین تمام خلق سے
پس جب نام شریف وسیلہ نجات ہے تو ذات پاک حضرت نبوت کے وسیلہ نجات ہونیمیں

کیا شک ہے بقول مولانا جامی

چو نام اینست نام آور چہ باشد	مکرم تر بود از ہر چہ باشد

اور جسطرح سے نام شریف وسیلہ ہے حصول فلاح اور نجات کا دارین مین اسیطرح

اللہ تعالے نے اپنی ہستی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج کیا یعنی نور آنحضرت سے
ہمکو خلق کیا تو اب بلا وسیلہ رسول کریم ہرگز کوئی مرتبہ اللہ کے قرب کا ہمکو حاصل نہین ہوسکتا
اور یہی تعلیم فرمایا ہے انبیا علیہم السلام نے چنانچہ مروی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے
وقت وفات شریف کے وصیت کی تہی حضرت شیث علیہ السلام کو کہ اے شیث اپنی
اولاد سے وصیت کرنا کہ جس کسیکو اللہ کے ساتھہ محبت کرنا منظور ہو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبت کرے بغیر اس وسیلہ کے اللہ کی محبت حاصل نہین ہوسکتی چنانچہ اسیکے مطابق
تمامی انبیا علیہم السلام اپنی امتونکو نصیحت فرماتی رہے اور مدارج النبوت مین ہے
کہ وحی کی اللہ تعالے نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر کہ اے موسی دوست
رکہتا ہے تو کہ مین ایسی چیز تجکو تعلیم کرون کہ جسکی وجہہ سے تجکو میرا ایسا قرب حاصل ہو
جیسا وقت کلام کرنیکے لفظ کو زبان سے قرب ہوتا ہے موسی علیہ السلام چونکہ اللہ تعالے
کے سچے عاشقونمین تہے عرض کی کہ اے اللہ جلد مجہکو وہ چیز تعلیم فرما ارشاد ہوا کہ
دس مرتبہ ہمارے حبیب محمد الرسول اللہ پر درود پڑہو تو یہ مرتبہ قرب عنایت کرین جب
انبیا علیہم السلام کو وسیلہ آنحضرت کی ضرورت ہی تو ہمکو بدرجہ اولی ہے ہمارا تو ایمان بہی
بے آنحضرت کے وسیلہ کے نہین ہوتا ہے اگر کوئی کروڑ بار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے گا تو مومن نہوگا
سب کفار بہی اسکے قائل ہین جب تک محمد الرسول اللہ کو ساتھہ تصدیق دلکے زبان سے
نہ کہے گا مدارج مین مروی ہے حضرت الوہیت نے سیدنا موسی سے فرمایا کہ اگر کوئی میری
وحدانیت کا قائل ہو اور انکار کرے احمد کی رسالت کا وہ جہنمی ہے اور حضور کی ذات پاک
ایسی وسیلہ فلاح اور نجات ہے کہ آپکے نام شریف کی برکت سے لوگ عذاب خدا سے
رہائی پاوینگے آخرت مین اور فلاح پاتے ہین اور برکت حاصل کرتے ہین دنیا مین چنانچہ مروی ہے

ف فضائل محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مین

آپکو دیکھ لیتا ہون اب چند روز سے یہ خیال مجھکو پیدا ہوا ہے کہ دنیا عالم فانی ہے
یہان کسیکو بقا نہین حضور بھی ایک روز پردہ کرینگے اور مین بھی مرونگا اگر اوس عالم مین
اللہ تعالے نے مجھکو بخشش بھی دیا تو مین مقام ادنی مین ہونگا اور آپ مقام محبوبیت
مین وہان کیونکر آپ کو دیکھونگا یہ خیال مجھکو ہلاک کئے دیتا ہے نبی کریم نے ارشاد کیا
انت مع من احببت تو اوسیکے ہمراہ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالی نے
اوسیوقت قرآن مجید مین یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم
مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا یعنی
یہ لوگ ساتھی ہین اون لوگون کے جنپر اللہ تعالے نے نعمت کی ہے انبیا اور
صدیقین اور شہدا اور صالحین سے اور اچھے ہین یہ لوگ از روے رفیق کے دیکھو
محبان نبی کریم کی کسطرح اللہ تعالے دلجوئی کرتا ہے اور کیسے مراتب اعلی اونکو واسطے عنایت
فرماتا ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ ایک صحابی نے جناب رحمۃ اللعالمین سے پوچھا
کہ یا نبی اللہ قیامت کب ہوگی حضرت نے فرمایا کہ کیا توشہ تمنے جمع کیا ہے قیامت
کیواسطے جو قیامت کو پوچھتے ہو عرض کیا اونہون نے یا رسول اللہ میرے پاس
کوئی توشہ نہین ہے بجز اسکے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ محبت رکھتا ہون
آنحضرت نے جواب مین فرمایا المرء مع من احب آدمی اوسیکے ساتھ ہے جسکے ساتھ اوسکو
محبت ہے پس محبت نبی کریم وہ دولت عظمی ہے کہ جسکے وسیلے سے اللہ اور رسول کا
قرب حاصل ہوتا ہے اس سے بڑھکر اور کیا نعمت ہوگی اور جو فعل کہ محبت رسول اللہ
سے آدمی کرتا ہے وہ فعل بھی باعث نجات ہوتا ہے چنانچہ کہا ہے شیخ القرا حافظ
ابو الخیر ابن جزری نے کہ بعض صحابہ نے ابو لہب کو بعد مرنیکے خواب مین دیکھا پوچھا

محبت رسول کریم اللہ تعالے کی تقرب حاصل کرنیکا سبب ہے قدیم سے چنانچہ مروی ہے
کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد مین ایک شخص تھا فاسق اور بدکار اوسکی بدافعالیکی
وجہ سے حضرت شیث علیہ السلام نے اوسکو اپنے گہوڑیکا چارکر مقرر کیا تھا جب وہ مر گیا
شیث علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ تمہارے اصطبل مین ہمارا ایک دوست مر گیا ہے اوسکی
تجہیز اور تکفین اچھی طرح سے کرو جب شیث علیہ السلام بامر الہی وہان گئے تو دیکھا کہ وہ
شخص مر گیا ہے اور جبرئیل علیہ السلام اوسکو گود مین لیے بیٹھے ہین پوچھا حضرت شیث ؑ
نے جبرئیل علیہ السلام سے کہ یہ شخص تو بڑا بدکار تھا یہ مرتبہ اسکو کیونکر ملا اونہون نے کہا
کہ مین اس راز سے واقف نہین ہون مجھکو بھی حکم ہوا کہ فلان مقام پر میرا ایک دوست
مر گیا ہے اوسکی لاش کی حفاظت کرین واسطے تعمیل حکم کے حاضر ہوا الغرض شیث
علیہ السلام نے اوسکی تجہیز اور تکفین کی بعد وقت خاص مین جناب الہی مین عرض کیا
کہ تو نے فلان بندیکو باوجود اسکے کہ وہ گنہگار ہے یہ مرتبہ قرب کیونکر دیا ارشاد ہوا کہ
اے شیث ؑ گو یہ بدکار تھا لیکن ایکمرتبہ اسنے آدم ؑ کی زبان سے فضائل ہمارے حبیب
محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنے تھے اونکے ساتھ اسکو محبت ہوگئی تھی اسوجہ
سے یہ مرتبہ اسکو ہمنے دیا اور کتب حدیث مین مروی ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے عاشق کامل تھے وہ نہایت درجہ ضعیف ہوگئے تھے
اور رنگ اونکا زرد ہوگیا تھا ایکمرتبہ نبی کریم نے اونسے پوچھا کہ کیا کچھہ تو علیل ہے عرض
کیا کہ یارسول اللہ نہین فرمایا پھر اسقدر نحیف کیون ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ
حال میرا یہ ہے کہ جب آپ کے حضور سے جدا ہوتا ہون تو دل میرا مضطرب ہوتا ہے
جہانتک ممکن ہوتا ہے دلکو بہلاتا ہون اور جب تسکین نہین ہوتی تو حاضر ہوکر

ف فضائل محفل میلاد شریف کے بیان میں

نازل ہوئی پس باانیمہ کہ اوسنے وہ خوشی اپنے تعلق سے کی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایسے اللہ تعالے کے برگزیدہ اور محبوب ہین کہ ایسا فعل اتنے بڑے کافر سے بسبب
ایک ادنا تعلق محبت آنحضرت کے اللہ تعالے نے قبول کرلیا اور اوسکو تخفیف عذابکی کی
توجب مسلمان نبی کریم کو اللہ تعالے کی نعمت اپنا اوپر جانکر بہ نیت اداے شکر نعمت الٰہی
کی اور واسطے اظہار عظمت رسول کریم کے ایام ولادت شریف یعنی ماہ ربیع الاول مین
خوشی کرینگے اور محافل میلاد جناب رسالت مرتب کرینگے کہ جو ایک مجموعہ خیر ہے کیونکر ثواب
عظیم نپاوینگے اور سواے اسکے اور وجوہ سے بھی محفل میلاد شریف کا مستحسن ہونا ائمہ
محدثین نے ثابت کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے استخراج کی ہے واسطے اثبات محفل
مولد شریف کے ایک اصل سنت سے اسطرح کہ کہا ہے اونہین حافظ ابن حجر نے کہ ظاہر
ہوئی مجھکو اصل اس فعل کے اوس حدیث سے جو مروی ہے صحیحین مین اور وہ یہ ہے
کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مدینہ منورہ مین پایا یہود کو کہ روزہ رکھتے
تھے یوم عاشورہ کے سوال کیا اونسے آنحضرت نے کہا یہود نے کہ یہ وہ دن ہے کہ غرق
کیا اللہ تعالے نے اسمین فرعون کو اور نجات دی موسی کو پس ہم روزہ رکھتے ہین اظہار
شکر خدا کیواسطے پس فرمایا نبی کریم نے کہ ہم احق ہین ساتھ موسے کے تمسے زیادہ پس خود
روزہ رکھا نبی کریم نے اور حکم دیا امت کو صوم کا پس مستفاد ہوا اوس سے میلاد شریف
کرنا واسطے شکر نعمت الٰہی کے بروز ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عود کرے
وہ دن مسلمانونکو چاہیے کہ اوس دنمین انواع عبادات سے مثل صوم وصدقہ اور
تلاوت کتاب اللہ کی تقرب خدا حاصل کرین کونسی نعمت بڑہکر ہے ظہور نبی کریم
اور نبی رحمت سے خاص یوم ولادت باسعادت مین تلاش کرکے امور خیر کرنا

تیرا کیا حال ہے جوابدیا اوسنے کہ آگ مین جلتا ہون مگر ہر شب دوشنبہ کو عذاب مین
تخفیف پاتا ہون اوران دونون اونگلیونکی گہائیون سے کچھ نکلتا ہے کہ اوسکو چوس کر
تسکین لیتا ہون اور یہ سب اسوجہہ سے ہے کہ جب پیدا ہوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خبردی مجھکو ثویبہ نے اونکی ولادتکی پس آزاد کردیا مینے اوسکو خوشی ولادت آنحضرتسے
جب ایسا کافر بسبب خوشی ولادت شریف کے ہر شب دوشنبہ کو تخفیف عذابسے
پاوے اور سیرابی پیاسسے حاصل کرے تو سمجھنا چاہیے کہ کیا کچھ لذائذ امت محمدی کا
مواحد مسلم پاویگا جب خوشی کریگا حضرت کے ولادت باسعادت کی اور خرچ کریگا حسب
مقدور اپنے بسبب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم عمر میری کی کہ خواہمخواہ
جزا اوسکی یہہ ہے کہ داخل کریگا اوسکو اللہ تعالے اپنے فضل سے جنات نعیم مین اور
ایسا ہی ذکر کیا ہے حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی نے اور سوا اسکے
اور بھی ائمہ حدیث نے اس روایت کو لکھا ہے اور اسمین ایک مضمون اور قابل
غور ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بے نیت خیر کے عمل کی جزا حشر مین نملے گی
یہانتک کہ جو لوگ نماز دکہانیکو خلق کے پڑہتے ہین یا دنیا مین نام کیواسطے سخاوت
کرتے ہین اونکی نامۂ اعمال حسنات سے خالی ہونگی اور اسیواسطے اللہ تعالی قرآن مجید
مین فرماتا ہے وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا یعنی نہ شریک کرو اپنے رب کی عبادتمین
کسی کو یعنی عبادت خدا مین بجز اللہ تعالے کی رضامندیکے دوسری کوئی غرض نہو اور
ظاہر ہے کہ ابولہبنے جو ثویبہ کو حضرت کی ولادت کی خوشی مین آزاد کیا اسمین اوسکی
نیت کوئی خیر کی نہ تھی فقط آنحضرت کو اپنا بھتیجا سمجھکر اوسنے خوشی کی تھی کیونکہ جب اوسکو
حضرتکا رسول ہونا ثابت ہوا تو اوسنے آپسے وہ عداوت کی کہ تبت یدا اوسکی مذمت مین

ولادت مین انواع خیرات او مبرات سے تقرب الہی حاصل کرنا چاہیے اور ذکر جناب رسالت
بہی انواع عبادات سے ہے کوئی شک نہین کہ ماہ ولادت اور یوم ولادت سید الانبیا
علیہ التحیۃ والثنا افضل ہے تمام ماہون سے اور تمام روزون سے جیسے آپ خود افضل ہین
تمام مقربان خدا سے اور چوتہا نظیر اثبات تعین مولد شریف کا ایام ولادت مین یہ ہے
کہ صلوات خمسہ اپنی اوقات مخصوصہ مین اگلے انبیا سے بطریق نفل کیواسطے شکر
حصول نعمات کی وقوع مین آئے اور اوسی تعداد رکعت کے ساتھہ اوسی اوقات معینہ پر
جناب احدیت نے اس امت پر نماز فرض فرمائی جیساکہ ملا حسن چلپی نے ذخیرۃ العقبیٰ حاشیہ
شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ فجر ایسی نماز ہے کہ پہلے سب سے پڑہا اوسکو آدم علیہ السلام نے
جب وہ اوتارے گئے جنت سے اور تاریک ہوئی دنیا اوپر انکے اور نہین دیکہا تہا
پہلے آدم علیہ السلام نے اوسکو پس پڑا خوف کہایا جب کہلنے لگی رات یعنی صبح شروع ہوئی
نماز پڑہی دو رکعت اللہ تعالی کے شکر کیواسطے اول رکعت واسطے نجات کے تاریکی شب
اور دوسری رکعت واسطے روشنی روز کے پس ہوا یہ سبب اوسکو دو رکعت ہونیکا اور فرض
ہوئی ہم پر اور پہر دوسرے قول کے تحت مین لکہا کہ کہا گیا ہے کہ پہلے جسنے نماز پڑہی بعد
دو پہر ڈہلنے دن کے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جبکہ مامور ہوئے اپنے فرزند اسمعیل کے
کے ذبح پر یعنی بعد فراغ اس کام کے چار رکعت اول رکعت واسطے رفع ہونے لڑکی کی غم کے
دوسری واسطے شکر نزول فدیہ کے تیسری واسطے حصول شکر رضامندی اللہ تعالے
جلشانہ کے کہ ندا فرمائی قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا چوتہی واسطے شکر صابر ہونے اپنے لڑکے
اسمعیل علیہ السلام کے اور تہی یہ نماز ابراہیم علیہ السلام کیطرف سے نفل اور تحقیق فرض
ہوئی ہم پر اور روایت ہے کہ پہلے سب سے نماز عصر کی پڑہی یونس علیہ السلام نے جب نجات

مثل محفل میلاد شریف کے سزاوار ہے تاکہ مطابقت کرے ساتھ قصہ موسی علیہ السلام
کے روز عاشورہ میں اور فرمایا ہے امام جلال الدین سیوطی نے کہ ظاہر ہوئی مجھکو سوائے
اوس وجہ کے جسکو ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر نے احوال صوم عاشورہ سے ایک اصل
اور اثبات محفل میلاد شریف کے اور وہ یہ ہے کہ روایت کیا بیہقی نے حضرت انس
رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا اپنا بعد نبوت کے حالانکہ
وارد ہے کہ آپ کے جد امجد سیدنا عبد المطلب نے عقیقہ کیا تھا آپکا ولادت شریف کے ساتوین روز
اور عقیقہ دوسری مرتبہ کرنا وارد نہین ہوا پس حمل کیا جاویگا دوبارہ عقیقہ کرنا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اس بات پر کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اظہار شکر کے بنا بر پیدا
ہونے اپنے کے رحمۃ اللعالمین اور مشروع کرنے امت کے جیساکہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کہ درود پڑہتے تھے اپنے اوپر اسی راہ سے پس مستحب ہے ہمکو بھی اظہار شکر کا بنا بر ولادت
شریف کے ساتھ جمع ہونے لوگون کے اور کہانا کہلانیکے اور مثل اسکی انواع خیرات اور
خوشبو سے اور کہا شرح سنن ابن ماجہ مین کہ صواب اور صحیح یہ ہے کہ مجلس مولد شریف
بدعت حسنہ ہے بشرطیکہ خالی ہو منکرات شرعی سے اور تیسرے دلیل تعین مولد شریف
کی ایام ولادت باسعادت مین اور علمائے دین نے یہ فرمائی ہے کہ روایت کیا اوسکو مسلم نے
قتادۃ الانصاری رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سبب شنبہ کے روزہ کا فرمایا آنحضرت نے یہ وہ دن ہے کہ پیدا ہوا ہون مین اوسمین
اور ظہور بعثت میرا اوس روز مین ہوا ہے پس جب نبی کریم نے وقت عود کرنے یوم
ولادت شریف کے بنا بر ادائے شکر ولادت کے خود اوس روز صوم مشروع کیا تو اب
تھا کلام باقی رہگیا اثبات تعین میلاد شریف مین بعد فرد ولادت شریف کے پس ایام

تیسری دلیل اثبات تعین میلاد شریف ایام ولادت باسعادت [illegible]

اللہ تعالےٰ اوسکو دیتا ہے پس کیا حال ہے اوس ساعت کا کہ جسمین پیدا ہوئے سید المرسلین
اور نہ تکلیف دینا اللہ تعالے کا امت کو ساتھ عبادات کے آنحضرت کے ولادت کے روز مین
یعنی دوشنبہ مین جیسا کہ تکلیف دی ہے اللہ تعالے نے انواع عبادات سے مثل نماز جمعہ
اور خطبہ وغیرہ کی جمعہ کے دن کہ دن ہے مخلوق ہونے آدمؑ کا یہ اکرام ہے ساتھ اپنے
حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تخفیف کے آپکی امت سے بسبب عنایت
اور وجود آنحضرت کے فرمایا ہے آپ کو اللہ تعالے نے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
اسی وجہ سے تکلیف نہ دی آپکی امت کو یہ جواب دیا ہے صاحب مواہب نے
اون لوگونکو جو تعظیم یوم ولادت مین کلام کرتے ہین اور دلیل یہ کرتے ہین کہ اگر یہ یوم
افضل ہوتا تو اللہ تعالے کوئی عبادت اسمین کیون نہ مقرر کرتا اور مدارج مین فرمایا ہے
شیخ محدث دہلوی نے کہ شب ولادت رسول کریم افضل ہے لیلۃ القدر سے کیونکہ شب قدر
تو یہ فضل ہے کہ جبرئیل علیہ السلام زمین پر آتے ہین اور سلام اللہ تعالے کا لاتے ہین
اور شب ولادت وہ شب ہے کہ جسمین سید العالمین نے زمین کو سرفراز کیا اور اللہ تعالے
کی رحمت کو اہل زمین پر پھیلایا پس جیسا فضل نبی کریم کو حضرت جبرئیل پر ہے ویسا ہی
فضل لیلۃ الولادت کو شب قدر پر ہے اور یوم ولادت فضل رکھتا ہے تمام ایام پر۔
اور چونکہ یہ شب و روز معظم ہوئے ہین رسول رحمت کیوجہ سے بدین وجہ آپ
ہی کی رحمت کے سبب سے اسمین کوئی عبادت فرض واجب نہین کی گئی کہ تکلیف
امت غلبۂ رحمت سے رسول کریم کو ناگوار تھی لیکن واسطے اظہار عظمت اوس
یوم کے خود زبان نبی کریم سے اللہ تعالے نے روزہ شکر کا یوم دوشنبہ مین مسنون
ہونا ثابت کرا دیا اب اگر کوئی روزہ رکھیگا ثواب پائیگا اور جو نہ رکھیگا گنہگار نہوگا پس

دی اونکو اللہ تعالے نے چار تاریکیون سے تاریکی زلہ اور تاریکی شب اور تاریکی آب اور
تاریکی بطن ماہی سے پس نماز پڑہی شکر کی نفل اور مامور ہوئے ہم اوسکی اور روایت کیا
گیا ہے سب سے نماز پڑہی مغرب کی نفل عیسے علیہ السلام نے جب مخاطب ہوئے
بخطاب انت قلت للناس اتخذونی الی ایہ اور یہ خطاب تہا بعد غروب آفتاب کے
پس پہلی رکعت واسطے نفی معبودیت کی اپنے نفس سے دوسری نفی معبودیت کی اپنی ماں سے
اور تیسری واسطے اثبات معبودیت اللہ تعالے جلشانہ کی یعنی اس شکر مین کہ اللہ تعالی نے
دعوی معبودیت سے دونون کو بچایا اور معبودیت حق کو دلمین راسخ کیا اور روایت ہے کہ پہلی
شب ہے نماز عشا کی پڑہی حضرت موسی علیہ السلام نے جب نکلے شہر مدین سے اور بہولگئی
راہ اور بہنسے اپنی اور ہارون کی فکر مین اور ڈرے فرعون اور اوسکی قوم سے پہر نجات
دی اللہ تعالے نے ان چارون ترددون سے اور ندا سنی اِنِّیٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ
اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى نماز پڑہی نفل چار رکعت اور ہم مامور ہوی اوسکی پس
ان روایات سے معلوم ہوا کہ جن اوقات پر انبیا علیہم السلام سے نسبت حصول نعمائکی
از راہ سرور واسطے ادائے شکر خدا کے جو عبادت وقوع مین آئی ہے وقت عود کرنے
اون اوقات معینہ کے وہی طریقہ عبادت بجالانا مطلوب شرعی اور مرغوب الہی ہے اور
ظاہر ہے کہ وقت ولادت شریف کے تمام عوالم مین کیا کچہ چرچا ذکر ولادت پہیلا تہا پس
ذکر ولادت شریف ماہ مبارک ربیع الاول مین بہی مطلوب شرعی ہوا فرمایا ہے
شیخ احمد بن خطیب قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین کہ جب یوم جمعہ کو کہ پیدا ہوئی
اوسمین آدم علیہ السلام اللہ تعالے نے یہ فضل دیا کہ ایک ساعت اوسمین ایسی
خاص کی ہے کہ جو مسلمان اوسوقت مین اللہ سے اپنے واسطے خیر طلب کرتا ہے

ہین ہمراہ اتین اور پڑہتے ہین مولد شریف کو اور ظاہر ہوتا ہے اون پر اس فعل کی
برکات سے فضل عمیم اور کہا امام حافظ ابو الخیر ابن الجوزی نے کہ خواص سے محفل میلاد
کے ایام ولادت مین یہ ہے کہ وہ امان ہے اوس سال مین اور خوشخبری ہے واسطے
حصول مقصد کے کرلو ماہ ولادت شریف کے شبونکو عیدین کیونکہ یہ فعل سخت تر
گذرتا ہے اوس قلب پر جسمین مرض عناد ہے اور دوسرے مقام پر کہا ہے کہ نہین ہے بیچ
اسکے مگر رغام شیاطین اور کہا ہے حافظ ابو شامہ شیخ نووی نے اپنی کتاب مین جو موسوم
ہے ساتھ الباعث علی انکار البدع والحوادث کے مثل اسکے کہ یہ فعل حسن اور مندوب ہے
شکر کیا جاویگا فاعل اوسکا اور تعریف کیا جاویگا اوپر اوسکے اور کہا ہے شیخ الامام العالم
العلامہ نصیر الدین مبارک نے اپنے لکھے ہوے فتوے مین کہ یہ فعل جائز ہے
ثواب پاویگا فاعل اوسکا جب نیک کریگا ارادہ کو اور کہا امام العلامہ ظہیر الدین نے
کہ یہ فعل مولود احسن ہے جب فاعل اوسکا قصد کرے جمع کرنے صالحین کا اور درود کا
اوپر نبی امین کے اور مساکین اور فقیر انکو کھانا کھلانیکا اور اسقدر موجب ثواب کا ہی
اور کہا شیخ نصیر الدین نے کہ یہ اجتماع حسن ہے ثواب پاویگا اوسکا قصد کرنیوالا اور
جمع ہونا سلف کا تا کہ کھاوین کھانا اور ذکر کرین اللہ تعالے کا اور درود پڑہین سید
کریم پر بڑہاتا ہے قربت کو اور ثواب کو اور کہا امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل نے
کہ احسن ہے یہ کہ جو نکالا گیا ہے ہمارے اس زمانہ مین کہ کرتے ہین ہر سال یوم ولادت سے
نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم مین صدقات کو اور بہلائیہو نیکو اور اظہار زینت و سرور
پس بیچ تحقیق یہ فعل ساتھ اسکے کہ اسمین احسان ہے طرف فقرا کے مشعر ہے یہ فعل ساتھ
محبت حضرت کے اور تعظیم اور جلالت آنحضرت کے قلب فاعل مین اور شکر خدا کو

پس جب یوم ولادت مین واسطے ادائے شکر کے عبادت کرنا مشروع ہوا تو ذکر جناب رسالت بھی عبادات سے ہے اوسکا کرنا بھی مستحب ہوا اور ذات پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمت ہے مسلمانون پر ایسی نعمت کہ جسکے ظاہر ہونیکا احسان رکھتا ہے اللہ تعالی مسلمانون پر چنانچہ فرمایا ہے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا یعنی احسان کیا اللہ تعالے نے مومنین پر یہ کہ بعوث کیا اون پر ایک رسول کو پس اب اللہ تعالے کے احسان کا شکر لازم ہے کیونکہ کتاب اللہ مین شکر کی بہت تاکید ہے اور فرمایا ہے مفسرین نے کہ شکر بیان کرنا ہے منعم کی نعمت کا اور نیز قرآن مجید مین فرمایا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم یاد کرو تم اللہ کی نعمت کو جو تمپر ہے اور سورہ والضحی مین اللہ تعالے نے بعد ظاہر کرنے اپنے انعامات اور احسانات کے اپنی نبی پر حکم دیا ہے آنحضرت کو واما بنعمۃ ربک فحدث یعنی آپ اپنے رب کی نعمت کو بیان کرین پس اس حکم سے بھی ثابت ہوا کہ بیان نعمت اللہ تعالے کو پسندیدہ ہے اور بعد یاد دلانے اپنی نعمات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بیان نعمت کا فرمانا اشارہ کرتا ہے صریح اس بات کا کہ وقت یاد دہی نعمات کے بیان کرنا نعمت کا زیادہ پسندیدہ ہے لہذا ماہ مبارک ربیع الاول کہ ہمارے واسطے یاد دہ ہے حضور کے ظہور کا کہ جو اصل ہے تمام خدا کی نعمتونکی اولے ہے واسطے ذکر جناب رسالت کے کہ در حقیقت وہ بیان ہے اللہ کی نعمت کا پس یہ ہمین وجہ ماہ ولادت مین علماے امت محمدی نے اسکو اچھا جانا ہے چنانچہ کہا ہے قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین ناقلا ابن جزری خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ مسلمان ماہ مولد آنحضرت کی راتونمین دعوت کرتے ہین اور خیرات کرتے ہین انواع صدقات سے اور ظاہر کرتے ہین سرور کو اور زیادتی کرتے

ہوگیا تو اب سمجھنا چاہیے کہ مولد شریف کا ماہ ولادت مین کرنا نکالا ہے اسکو علمار با عمل ذی الطریق
اجتہاد اور قیاس شرعی سے اور مستحسن کہا ہے اوسکو ائمہ حدیث نے جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا
تو نہ رہا کلام اوسکے مستحسن اور مستحب ہونے مین اور بعدہ عمل کیا اس پر تمام جہان کے مسلمانون نے
چنانچہ مولد ابو الفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ مین ہے کہ بہ تحقیق کلام ترغیب مولد نبی کریم
علیہ الصلوۃ والتسلیم مین وارد ہے اور ساکنان مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور مصر اور یمن اور شام
اور تمام شہرہا ے عرب مین مشرق سے مغرب تک ہمیشہ سب جمع ہوتے ہین مجلس
مولد شریف مین اور خوش ہوتے ہین رویت ہلال ربیع الاول سے اور غسل کرتے ہین
اور جامہ ہا ے فاخرہ پہنتے ہین اور انواع انواع کی زینت کرتے ہین اور خوشبو کا استعمال
کرتے ہین اور سرمہ لگاتے ہین اور ان ایام مین بہت خوش ہوتے ہین اور نقد اور جنس جو
اونکے پاس ہوتا ہے سب خیرات کرتے ہین اور بڑا اہتمام اوپر پڑھنے اور سننے مولد شریف کے
کرتے ہین اور وہ پہنچتے ہین بسبب اوسکے اجر جزیل اور ثواب عظیم کو اور تحقیق مجرب ہوئی ہے
یہ بات کہ جس سال کوئی مولد شریف کرتا ہے نیکی اور برکت بہت پاتا ہے اور سلامتی اور
عافیت اور کشادگی روزی اور زیادتی مال اور اولاد اور اخفاد اور امن اور امان ہوتا ہے
اون شہرونمین اور سکون اور قرار ہوتا ہے اون گھرونمین مولد شریف کی برکت سے اور کہا ہے
حافظ ابو الخیر سخاوی نے عمل مولد شریف کو نقل نہین کیا کسی نے سلف صالح سے تینون قرن
فاضلہ مین اور حادث ہوا ہے بعد اوسکے پس اہل اسلام بیچ تمام اطراف اور شہرون کلان کے
ہمیشہ مشغول رہتے ہین ماہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین ساتھ عمل کرنے دعوتہاے نادرہ کے
کہ مشتمل ہے اوپر امور مسرت بلند کے اور صدقے دیتے ہین اوس مہینے کی راتونمین طرح طرح کے
صدقے اور ظاہر کرتے ہین خوشی اور سرور اور زیادہ کرتے ہین اور خیرات مولد شریف مین زیادہ

اس پر کہ بھیجا اوس نے ایسے رسول کو جو رحمت العالمین ہے اور ایسے ہی کہا ہے شیخ الامام العلا
صدر الدین موہوب بن عمر الجزری نے اور یہ سب ہے سیرت شامیہ سے پس جب تعین
میلاد شریف کو یوم ولادت مین مستحسن جانا ایسے ایسے دین کے عالمون نے تو اب اوسکا
انکار کرنا اور نامستحسن سمجھنا حضرت شارع علیہ السلام سے مخالفت کرنا ہے اسواسطے کہ
امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِيْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِيْحًا
جس چیز کو دیکھین مسلمان بہتر وہ نزدیک اللہ کے بہتر ہے اور جسکو دیکھین مسلمان برا وہ
اللہ کے نزدیک بھی برا ہے اور فرمایا آنحضرت نے مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ اور نفرمایا مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ
دلالت کرتا ہے اسپر کہ اچھا جاننا صالحین امت کا مفید حسن شرعی کو ہوتا ہے اسواسطے کہ مسلم
اسم فاعل اسلام کا ہے اور اسلام شرع مین عبارت ایمان مع العمل سے ہے پس مراد اس سے
مومن باعمل ہین چنانچہ اسی وجہ سے علما اہل اصول نے مستحب کی یہ تعریف کی ہے نور الانوار مین
کہ مستحب وہ چیز ہے کہ اچھا جانا اور دوست رکھا اوسکو علمانے اور درمختار مین بیان مسائل
وضو مین لکھا ہے کہ مستحب وہ چیز ہے کہ کیا ہو اوسکو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اور چھوڑا ہو
دوسری مرتبہ یعنی کبھی کیا اور کبھی نہین کیا اور وہ چیز ہے کہ اچھا جانا اوسکو اگلے لوگون نے پس
اچھا سمجھا ہوا علما سلف کا اور فعل عادی آنحضرت کا حکم برابر ہے اور نیز صاحب درمختار نے
مسائل تکبیرات تشریق مین لکھا ہے اور نہین قباحت ہے ساتھ اوسی تکبیر تشریق کے بعد عید کے
اسواسطے کہ تحقیق مسلمان لوگ کرتے چلے آئے ہین پس واجب ہے اتباع اوسکا اور اوپر اسکے
فتوا دیا علما بلخ نے پس موافق حدیث شریف مَنْ رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا اور رسئل اصول
اور اقوال فقہا کے ہر ایک فعل جسکو احسن جانا ہے مسلمانون نے مستحسن ہونا اوسکا ثابت

باطلہ باجماع ثابت ہو جبکہ خلافت خلفاء راشدین کے بعد انکار خلافت سے خود مبتدع
ہو گئے ہین اور ہمارے ہادی مطلق یعنی رسول کریم نے وقوع اختلاف مین اپنی امت مین بجانب حق
رجوع کرنے کا یہ طریقہ ارشاد کیا ہے کہ جدہر اکثر مسلمان ہون اوسی طرف رجوع کرو چنانچہ مشکوۃ شریف
مین کتاب العلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے اور بروایت ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالے
عنہ سے روایت کیا ہے کہ پیروی کرو بڑے گروہ کی یعنی اکثر لوگون کے اسواسطے کہ جو علیحدہ ہوا اونکی
پیروی سے ڈالا جاویگا جہنم مین اور نیز مشکوۃ شریف مین بروایت امام احمد کے معاذ ابن جبل سے
مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی شیطان بھیڑیا ہے انسان کا مثل بھیڑیے
بکری کے پکڑ لیتا ہے بھاگنے والے کو گروہ دین سے اور ہٹ چلنے والے کو جماعت مین سے
اور چھوٹ جانیوالے کو گروہ دین سے اور بچاؤ تم اپنے کو پگ ڈنڈیون سے یعنی دو چار کی راہ نکالی
ہوئی اختیار نکرو اور لازم پکڑو اور اختیار کرو جماعت اور اکثر کو یعنی وہ راہ کہ اکثر علماء صالحین نے
اختیار کی ہو اوسی کو اختیار کرو اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے
شرح مین لکہا ہے کہ چاہیے کہ لازم پکڑو جماعت کو اور اکثر کو اور اکثر اشارہ اس کا ہے کہ معتبر اتباع
اکثر و جمہور کا ہے اسواسطے کہ اتفاق کل کا سب مین واقع ہونا ممکن نہین ہے پس اب جو
مسلمان تحقیق چاہے وہ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اکثر مسلمان کس جانب ہین اور اوسی کا
اتباع کرین فلاحظ ہو کہ مولد شریف تمام بلاد اسلامیہ مین ہوتا ہے یہانتک کہ خاص قسطنطنیہ جو
اسوقت دار السلطنت اہل اسلام کا ہے اور خود سلطان المعظم کہ صاحب امر ہین بروز ولادت
شریف جشن کرتے ہین اور مسجد جامع مین جاتے ہین اور تمام علماء دین حاضر ہوتے ہین اور
مولد شریف پڑہا جاتا ہے اور سلامی ہوتی ہے یہ حالات برابر اخبارات روم مین ہر سال
تصریح سے لکھے جاتے ہین اور مکہ مکرمہ مین بتاریخ ولادت باسعادت یعنی دوازدہم ربیع الاول کو

اہتمام کرتے ہین اور ظاہر ہوتی ہے اوپر اونکے مولد شریف کی برکتون سے بزرگی بڑی اور
کہا ہے حافظ عماد الدین کبیر نے تھا بادشاہ اربل کا کرتا عمل مولد شریف کی ربیع الاول کے
مہینہ مین کرتا تھا بڑی دہوم سے اور تصنیف کیا شیخ ابو الخطاب نے واسطے اوسکے ایک رسالہ
مولد شریف کا اور نام رکھا اوسکا تنویر فی مولد البشیر النذیر اور تعریف اور ثنا کی ہے اوسکی
اماموں نے اونمین سے ہے ابو شامہ استاد امام نووی بیچ کتاب الباعث علی انکار البدع
والحوادث کے اور کہا اونہین عماد الدین نے اور مانند اس فعل کے ہر آئینہ نیک ہو تحسین
کیجاتی ہے اوپر اوسکے اور تعریف کیا جاتا ہے فاعل ایسے فعل کا اور ثنا کیجاتی ہے اوپر اوسکو
پس ان دین کے عالمونکی تحریر سے ثابت ہوگیا کہ تمام ملکون کے مسلمان خصوصا اہل حجاز ہمیشہ
اس فعل کو کرتے چلے آتے ہین اور نیز اسوقت بالبداہت ظاہر ہے جو حجاز گئے ہین اونہون نے
خود دیکھا ہے اور جو نہین گئے ہین وہ حجاج سے پوچھ سکتے ہین کہ کیا فعل اور قول ہے وہان اچھا
اور تمام مسلمانان بلاد اسلام کا تو اب مستحسن جاننا اسکا مسلمان پر واجب ہوا ورنہ برا جاننا اوسکا
مبتدع کردیگا کیونکہ تعامل الناس ملحق ہے ساتھ اجماع کے نور الانوار مین بیان تعریف مول
فقہ مین درمیان چار کے لکھا ہے وتعامل الناس ملحق بالاجماع کرتے چلے آنا عالمون کا ملحق ہے
ساتھ اجماع کے یعنی مثل اجماع کے حجت ہے اور اجماع کا اتباع واجب ہے اللہ تعالے جلشانہ
قرآن مین فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
جسنے اتباع کیا سوا مومنین کی راہ کے جھکاوینگے ہم اوسکو جدہر وہ جھکا ہے اور پہنچاوینگے
اوسکو جہنم مین جو بری راہ ہے اس آیہ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ مومنین کی راہ سے
علاحدہ ہونا جہنم کو پہنچاویگا اور بعض لوگونکا انکار کرنا تعامل الناس اور اجماع کو تو نہین سکتا
بلکہ وہ شخص خود بسبب انکار کے ایسے امر سے اہل بدعت مین سے ہوجاویگا جیسے بعض فرق

جب اوس بلد مقدسہ کی یہ شان ہے تو ہرگز کوئی فعل قبیح وہان جاری نہین ہوسکتا ہے
اور بعض مانعین مولد شریف کہ جنکے دلونمین مرض عناد ہے لوگون کے اغوا کرنیکو بیان
کرتے ہین کہ یہ فعل قرون ثلثہ مین پایا نہین گیا اور جو فعل کہ قرون ثلثہ کے بعد حادث ہو وہ
بدعت سیئہ ہے اور حدیث کل بدعت ضلالت کو سند لاتے ہین یہ بھی اونکا قیاس ہی مخالف ہے
نص حدیث کے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود امر جدید کو دو قسم کا فرمایا ہے
چنانچہ مشکوۃ شریف کی کتاب العلم مین بسند مسلم حضرت جریر رضی اللہ تعالے عنہ سے ایک
حدیث طولانی مروی ہے خلاصا اوسکا یہ ہے کہ شروع روز مین ایک قوم برہنہ اونہہ ہوکے
چمڑے شیر کے حضرت کے حضور مین حاضر ہوئے اونکو محتاج دیکھکر چہرہ آپ کا غمگین ہو گیا
اور نبی کریم نے خطبہ پڑہا مسلمانون کو جمع کرکے اور بہت احکام تقوی اور صلہ رحم کے تعلیم
فرمائے اور صدقے کی تاکید کی پس لایا ایک مرد انصار سے صدقہ اور پھر پیہم لوگ لانے لگے
دیکھا مینے کہ چہرہ حضور کا چمکنے لگا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے نکالا
اسلام مین طریقہ اچھا واسطے اوسکے ہے اجر اوسکا اور جسنے اوس طریقہ پر عمل کیا اوس کا
ثواب بھی اوسکو ہے اور عمل کرنیوالے کا ثواب بھی کم نہوگا اور جسنے نکالا اسلام مین طریقہ برا
ہوگا اوسپر بوجہ اوسکا اور جسنے اوس طریقہ پر عمل کیا اوسکا بوجہ بھی اوسپر ہوگا اور اوس
فاعل سے بوجھ کم نہ ہوگا اس حدیث شریف سے صاف ثابت ہے کہ جو طریقہ جدید اسلام مین
کوئی نکالے وہ اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی ہوتا ہے پس کل امر جدید کو برا کہنا صریح مخالفت ہے
حدیث شریف سے اور نیز مشکوۃ مین بسند ترمذی و ابن ماجہ کے بلال بن حارث مزنی سے
روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے سنہ کیا یعنی جاری کیا
کسی طریقہ کو میرے طریقہ سے کہ مٹا دیا گیا بعد میرے پس تحقیق ہے ... ہے واسطے اوسکے

مقام ولادت نبی کریم کہ اسوقت تک وہ مقام زیارت گاہ ہے تمام علما اور فقیہان دین حاضر
ہوتے ہیں اور مولد شریف پڑہا جاتا ہے اور مدینہ منورہ میں حرم نبوی کے اندر علی الصباح تاریخ
ولادت شریف میں مولد شریف ہوتا ہے اور اہل حجاز تاریخ ولادت کو عید الولادت کہتے ہیں
اسکے واسطے دلیل کی ضرورت نہیں جسکو یقین نہو دیکھہ آوے پس فعل اہل حجاز کا جس کو
وہ مستحسن جان کر کرین قطعی مستحسن ہے اسواسطیکہ التزام اہل حجاز کا بدعت شنیعہ کو ممکن
نہیں اسواسطے کہ مشکوۃ میں بسند ترمذی عمر ابن عوف سے کہ صحابی جلیل القدر حاضرین بدر سے
ہین رضی اللہ عنہ اور بسند صحاح ستہ کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہ تحقیق دین نے جگہہ پکڑی طرف ملک حجاز کے
جیساکہ دانہ جگہہ پکڑتا ہے اپنی کشت گاہ میں کہ وہین رہتا ہے اور اوسمیں اوگتا ہے اور
ہرآئینہ دین پناہ لیگا حجاز سے یعنی حجاز جاے پناہ دین ہے جیسے پناہ لیتے ہیں باشندگان
پہاڑ کی چوٹی سے تحقیق دین شروع ہوا مسافر اور قریب ہے کہ ہوجاوے گا جیسا کہ شروع
ہوا پس خوشی اور اچھائی غربا کو ہے اور وہی غربا وہ لوگ ہین کہ درست کرتے ہین اوس
چیز کو کہ خراب کیا لوگون نے بعد میرے میرے سنتہ سے پس موافق اس حدیث کے
دین حجاز سے جدا نہین ہوسکتا اور بدعت شنیعہ وہان رواج نہین پاسکتی لہذا اونکو اتباع
اہل حجاز ضرور ہے خصوصا اہل مکہ اور مدینہ کا مدینہ منورہ وہ بلدہ پاک ہے کہ جسکی نسبت مین
حدیث سے ثابت ہے کہ ستر ہزار فرشتہ ہر روز واسطے حفاظت حرم نبوی کے آتا ہے اور جسوقت
کہ دجال خروج کریگا اوسوقت حضرت نے فرمایا ہے کہ میرے حرم کے سات دروازے
ہونگے اور ہر دروازے پر ستر ہزار فرشتونکا پہرہ ہوگا کہ اثر حول دجال کا وہان اثر نکرے اور
یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مدینہ منورہ اپنے سے پلیدی کو خود دفع کرتا ہے پس

بدعتین واجب ہین مثل تعلیم اور تعلم صرف اور نحو کہ اوس سے معرفت آیات اور احادیث کی
حاصل ہوتی ہے اور بعضی مستحب اور مستحسن ہین مثل تعمیر کرنے رباطون اور مدرسونکے اور بعضی
مکروہ ہین مثل منقش کرنے مساجد اور مصحفون کے اور بعضی لغو اور بعض مباح مثل طعام
لذیذ کہانے اور لباس فاخرہ پہننے کے بشرطیکہ حلال ہون اور واسطے تکبر اور مفاخرت کے
نہون اور بعضی حرام ہین جیسے مذاہب اہل بدعت کی کہ سنت اور جماعت کے خلاف ہین
اور جو کچھ کہ خلفاے راشدین نے کیا ہے اگرچہ اس معنی سے کہ زمان نبوت مین نہ تہا
بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ بلکہ درحقیقت وہ سنت ہے اسواسطے کہ فرمایا ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لازم پکڑو میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو پس احادیث
جناب رسالت اور تقریر شیخ سے بہی ظاہر ہوا کہ جو فعل جدید موافق اصول اور قواعد
سنت کے ہو وہ بدعت حسنہ ہے اور یہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ تعین مولد شریف ماہ ولادت مین
فعل مجتہدین کا ہے کہ نکالا ہے اوسکو موافق قیاس شرعی کے قول اور فعل حضرت شارع
علیہ السلام سے اور پس یہ فعل کسیطرح بدعت ضلالت نہین ہو سکتا اور نیز کوئی قبح شرعی
اسمین نہ پایا جاتا بلکہ بہت سے امورات خیر اسمین وہ جمع ہین کہ بعینہ زمان مین پائے گئی ہین
مثلاً ذکر فضائل اور کمالات آنحضرت کا کہ خود قدیم مطلق نے اپنے کلام قدیم مین فرمایا ہے
اور نبی کریم نے بہی خود بیان کیا ہے پس بیان کرنا اور سننا اوسکا تو قطعی سنت ہے بلند
مقام پر منبر کے یا کہڑے ہوکر مدح آنحضرت بیان کرنا یہ بہی زمان نبوت مین پایا جاتا ہے
چنانچہ امام بخاری نے اپنے جامع مین اور ترمذی نے مفصلاً شمائل مین ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کیا ہے کہا ام المومنین نے تہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہ رکہتے تہے واسطے حسان ابن ثابت کے ایک منبر مسجد مین

اجر مثل اجر اون لوگونکے کہ عمل کیا اوس سنت پر بدون اسبات کے کہ کم کیجاوے اونکے
اجور سے کوئی چیز یعنی عمل کرنیوالا اپنا اجر پاوے گا اور جاری کرنیوالے کو بھی ویسا ہی اجر
ملیگا اور جسنے کہ نکالی بدعت برائیکی کہ نہین راضی ہے اوس سے اللہ اور رسول اللہ کا ہوگا
اوسپر وبال سے مثل وبالون اون لوگونکے کہ عمل کیا اوسپر اس حدیث کے ملانیسے ساتھہ
حدیث من سن سنیۃ کے صریح ثابت ہوتا ہے کہ موجب وبال وہی نئی بات ہے کہ قبیح شرعی
اوسمین ہو اسواسطے کہ مقید کرنا بدعت کا ساتھہ اضافت ضلالت کے دلالت کرتا ہے
کہ نئی بات غیر ضلالت بھی ہوتی ہے اور اچھی جدید بات پر وعدہ اجر کا فرمایا پس جمیع احادیث
سے ثابت ہوا کہ کل بدعت ضلالت مین بھی بدعت ضلالت غیر مرضیہ مراد ہے اور نیز مشکوۃ
شریف مین بسند کتب ستہ کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے
روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم نے جو شخص کہ جدید بات نکالے ہمارے اس امر دین مین وہ بات
کہ نہ ہو اوس سے پس وہ مردود ہے مقید کرنا احدث کا بقید ما لیس منہ کے دلالت
کرتا ہے اوپر اجنبیہ اور مخالفت کے اور حکم رد کا اوسپر مقید اسبات کو ہے کہ جو جدید امر موافق
اور مناسب ہو قواعد دین سے اوسپر حکم رد نہین لہذا جمیع احادیث سے یہ مضمون ظاہر
ہو گیا کہ بدعت ضلالت وہی بدعت ہے کہ ضد ہو قواعد اصول کی اور جو بدعت کہ موافق
قواعد اصول کے ہو وہ موجب اجر و ثواب ہے چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے
ترجمہ حدیث جابر کے بحث مین لکھا ہے جانو تم کہ جو کچھہ بعد جناب رسالت کے پیدا ہو وہ
بدعت ہے اوسمین وہ امر کہ جو موافق اصول اور قواعد سنت آنحضرت کے ہے قیاس کیا گیا ہے
اوپر اوسکے اوسکو بدعت حسنہ کہتے ہین اور وہ امر کہ مخالف اصول اور سنت کے ہو اوسکو
بدعت ضلالت کہتے ہین اور کلیت کل بدعت ضلالت محمول اوپر اسی کے ہے اور بعضی

کہ حسان ابن ثابت کھڑے ہوکر قصائد مدح حضرت کے سامنے پڑھتے تھے وہ کافی ہیں
دوسری نظیر تعین کرنے قیام کیوقت ذکر ولادت کی یہ ہے کہ ترمذی نے شمائل میں انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے
مکہ معظمہ میں عمرۃ القضا میں عمرۃ القضا سے مراد ہے اوس عمرہ سے کہ سنہ ۶ ہجری میں آنحضرت
نے قصد کیا تھا کفار مانع آئے اور آپنے صلح کرکے اس وعدہ پر کہ سال آئندہ میں عمرہ کرینگے
مراجعت فرمائی اور سکے دوسرے سال عمرہ قضا ادا فرمایا اوسیکو عمرۃ القضا کہتے ہیں اور بعض
محدثین نے وجہ تسمیہ عمرۃ القضا کی یہ لکھی کہ معنی قضا کے فیصلے کے ہیں اور یہ عمرہ بعد جاری ہونے
اور شروع ہونے فتوح کے اور نازل ہونے سورۂ فتح کے وقوع میں آیا ہے اور اسکو عمرۃ الفتح بھی
کہتے ہیں اور حکم دیا تھا آنحضرت نے کہ جن لوگوں نے سال گذشتہ میں عمرہ موقوف رکھا ہے
اس سال میں چلیں کوئی رہنجاوے جو لوگ زندہ تھے سب ساتھ ہوئے اور دو ہزار مرد اور
سلاح اور اسباب بتمام ہمراہ لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذو الحلیفہ سے احرام باندھ کر لبیک
کہتے ہوئے چلے یعنی جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئے خبر آمد آمد نبی کریم سنکر کفار قریش گھبرائے
اور رعب میں آکر مکہ کو خالی کر دیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی سواری پر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور ابن رواحہ سامنے آنحضرت کے چلتے تھے اور پڑھتے تھے

خلوا بنی الکفار عن سبیله	الیوم نضربکم علی تنزیله
ضربا یزیل الهام عن مقیله	ویذهل الخلیل عن خلیله

یعنی الگ ہوجاؤ اے گروہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ سے آج مارینگے ہم تمکو
بنا بر تنزیل اوسکے کے ایسا مارنا کہ جدا کردیگا سر کو گردنسے اور بہلا دیگا دوست کو اپنے
دوست سے اور بیہقی نے اول مصرع کے بعد چھ مصرع اور روایت کئے ہیں پیر (?)

کھڑے ہوتے تھے حسان اوسپر اور کھڑے کھڑے بیان مفاخر آنحضرت کا کرتے تھے یا آنکہ
جوابدہی کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیجانب سے یعنی جو کفار بد اشعار کلمات
بے ادبانہ کہتے تھے اوسکا رد کرتے تھے ساتھ اشعار مدحیہ کے اور فرماتے تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم یقینی اللہ تائید کرتا ہے حسان کے ساتھ روح القدس کی جبتک کہ مدح
اور فخر بیان کرتے ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث شریف سے
بلندی پر کھڑے ہوکر ذکر آنحضرت کرنا بہی ثابت ہوا اور مدح آنحضرت سے خوش ہونا اللہ کا
اور اللہ کے رسول کا بہی ظاہر ہوا پس ایسے فعل کو اگر کوئی شخص منع کہے تو کیا شک ہے
اوسکے اہل بدعت ہونے مین اور خوشبو کا سلگانا یہ بہی زمانہ آنحضرت مین جاری تہا چنانچہ
مشکوۃ مین بسند مسلم نافع سے مروی ہے کہا اونہون نے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ تعالے
عنہما جب بخور کرتے تھے یعنی خوشبو سلگاتے تو بخور کرتے عود ہندی کو یعنی اگر یا
لوبان کہ نہین مخلوط ہے کسی سے اور ساتھ کافور کے کہ ڈالتے تھے اوسکو عود مین
ملاکر پھر کہا یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایسی ہی بخور کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پس اس روایت سے ثابت ہوا کہ نبی کریم اور صحابہ بخور کرتے تھے اور خوشبو آنحضرت کو
پسندیدہ تہی پس ہوا یہ فعل مباح پھر ذکر آنحضرت مین بخور کرنا ممنوع نہین ہوسکتا اور قرآن
پڑہا جاتا ہے محفل مولد مین وہ عبادت مجردہ قطعی اور کچھہ کہانا یا شیرینی تقسیم کیجاتی ہے
مسلمانونکو یہ بہی قطعی خیر محض ہے پس اب نہ رہا اسمین کوئی فعل جدید سوائے تعین
مولد شریف کے یوم ولادت مین اور تعین قیام کیوقت ذکر ولادت شریف کے سو یہ
دونون فعل گو جدید ہین مگر نظیر انکی حدیث مین پائی جاتی ہین چنانچہ تعین مولد شریف کے
دلائل اور نظائر بیان ہوچکے رہا قیام اوسکے ثبوت مین ایک حدیث ام المومنین مذکور ہوچکی

عبارت کے قرینہ سے جیسا کہ لکھا ہے محدث دہلوی نے اس حدیث کی شرح مین
نہ اوٹھو اور نہ قیام کرو جیسا کہ اوٹھتے ہین اہل عجم بتشبیہ اصل اوٹھنے مین ہے یا اوپر کیفیت خاص کر
جب کوئی بڑا اونکے بڑون سے اونکیطرف آتا ہے بمجرد دیکھنے کے اوٹھتے ہین اور اضطراب کرتے ہین
اور آگے آتے ہین اور واسطے تعظیم کے پیر پکڑے رہتے ہین اس توجیہ سے اصل قیام
ممنوع نہوا جیسا کہ بعض احادیث مین آیا ہے بلکہ وہ قیام ممنوع ہے جو بطریق تعظیم اور تجبر کے
ہو ختم ہوا بیان شیخ کا اور تقدیر صورت ہونے اس نہی کے مطلق قیام پر بھی یہ نہی منسوخ ہو
فعل قیام نبوی [illegible] جو ام المومنین سے اوپر مذکور ہو چکے کیونکہ اوسمین کانت اذا
دخلت علیہ [illegible] اذا دخل علیہا مذکور ہے اور کلمہ کان کا بعد داخل ہونیکے فعل پر دلالت
کرتا ہے اوپر دوام کے بلا شبہ وقوع اس فعل کا بعد نہی کے ہوگا اور اگر منسوخ بھی نہ ہو تو یہ
حدیث منفی قیام ہے اور حدیث ام المومنین مثبت قیام ہے اور موافق قواعد اصول کے
مثبت منفی سے قوی ہے اسی وجہ سے محدثین اور فقہا کل قائل ہین کہ قیام تعظیمی درست ہے
واسطے اہل فضل کے چنانچہ محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین حدیث ابو سعید خدری
قوموا الی سیدکم کے تحت مین لکھا ہے بلکہ طیبی نے محی السنت سے نقل کیا ہے کہ جمہور
علمائے اجماع کیا ہے موافق اس حدیث کے کہ [illegible] اہل فضل خواہ اہل علم ہون خواہ اہل
صلاح اور اہل شرف [illegible] اونکے واسطے قیام کے درست ہے اور امام محی السنت محی الدین
نووی نے کہا ہے کہ وقت آنے اہل فضل کے قیام مستحب ہے اور احادیث اس بارہ مین
وارد ہوئی ہین اور نہی قیام مین کوئی چیز صریح صحت کو نہین پہنچی ہے اور فتاوی عالمگیریہ مین
آداب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین لکھا ہے کہ متوجہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر شریف کیطرف اور کھڑا ہو آنحضرت کے سر مبارک کے قریب اور جذب القلوب مین

اور بٹھلاتین اپنی جاسے نشست مین اور نیز اسی کتاب مین ابو سعید خدریسے مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد ابن معاذ کی تعظیم کیواسطے فرمایا لوگونسے اوٹھ کھڑے ہو
واسطے اپنے سردار کے پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قیام تعظیم واسطے مستحقین کے
درست ہے اور بعضے لوگ نادان جو قیام کو منع کرتے ہین حدیث انس رضی اللہ عنہ کو سند
لاتے ہین اور وہ یہ ہے کہ کہا انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب تر صحابہ کے نزدیک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تھے صحابہ کہ دیکھتے تھے آنحضرت کو نہ اٹھتے تھے واسطے
کہ جانتے تھے مکروہ جاننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسکو اس حدیث مین نہی قیام آنحضرت
سے مروی نہین ہے بلکہ وجہ ترک قیام صحابہ کے کراہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مذکور ہے ظاہر ہے کہ یہ کراہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بسبب ممنوعیت قیام
تعظیمی کے نہ تھی کیونکہ خود قیام کیا اور دوسرونکو حکم قیام دیا بلکہ کراہت آنحضرت کی بسبب
کمال شفقت کے نسبت صحابہ کے تھی چنانچہ حضرت شیخ محدث دہلوی نے اس حدیث کی
شرح مین لکھا ہے طیبی نے کہا کہ یہ کراہت بسبب کمال محبت اور رسوخ مودت او صفاے
باطن اور تالیف قلوب کی تھی کہ موجب رفع تکلف اور وجود اتحاد اور یگانگی کا ہے پس
حاصل یہ ہوا کہ قیام اور ترک قیام موافق زمان اور احوال اور اشخاص کی مختلف واسطے
کبھی کیا ہے اور کبھی نہین کیا ہے اور اسطرح سے حاصل ہوئی تطبیق اور توفیق احادیث میں
اور دوسری حدیث مانعین یہ پیش کرتے ہین کہ مشکوۃ مین بسند ابو داؤد ابو امامہ سے
مروی ہے کہ کہا ابو امامہ نے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیکا دیتے ہوئے اوپر عصا کی
پس کھڑے ہوے ہم واسطے آنحضرت کے پس فرمایا آنحضرت نے نہ کھڑے ہو جیسے کہ کھڑے
ہوتے ہین اعاجم کہ تعظیم کرتے ہین بعضے بعضونکی یہ نہی محمول ہے اوپر ہیئت خاص کے

ف بیان خلقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا

اظہار عظمت مین چنانچہ ایک اہتمام اللہ تعالے کا حضور کے اظہار عظمت مین فقط کیفیت
خلقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین سمجھنا چاہیے کہ جب اللہ تعالے کو پیدا کرنا خلق کا منظور ہوا
ایک قبضہ لیا اپنے نور سے اور فرمایا کن محمدا پس نور محمدی کہ تعین اول عبارت اوس سے ہی
عالم ظہور مین سراپردۂ بطون سے جلوہ گر ہوا اس خطاب اول سے کہ نسبت نور جناب رسالت
کے حضرت احدیت جلشانہ سے جاری ہوا عظمت شان نبوت کو سمجھنا چاہیے کہ تمام
خلق کو اللہ تعالے نے پیدا کیا لفظ کن سے اور کن تامہ فرمایا یعنی نیست ہو ہست ہو جاؤ
اور نور جناب رسالت سے کن ناقصہ فرمایا کہا کن محمدا ہو جاؤ ستودہ یعنی صفت ستودگی کو
اختیار کر پس خطاب اول ہی سے اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا کہ از روئے خلقت ہی کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل اور یکتا ہین تمام خلق مین وہ خطاب نکیا اللہ تعالی نے
آپ سے جو خطاب کہ فرمایا تمام خلق سے اور بعدہ اوس نور شریف کو سیر کرائی اللہ تعالے
نے اپنی صفات کی حجابات مین جاننا چاہیے کہ صفات باریتعالے جسمیت سے مثل وسکی
ذات کے منزہ ہین حجاب اسواسطے کہا گیا ہے کہ حجاب اوسکو کہتے ہین جو دوسرے کو چھپالے
اللہ تعالے نے نور محمدی کو عالم تعین مین ظاہر کیا اور بکمال محبت سے پھر اپنی صفات مین
چھپا لیا پس ہو گیا وہ نور شریف مظہر اللہ تعالے کا اور یہ اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے کمال قرب کا اللہ جل جلالہ کے ساتھ ہے اور پھر اوس نور کو اپنے بحار صفات مین
تیرایا چونکہ بحر مین جریان اور روانگی ہوتی ہے لہذا وہ صفات باریتعالے کہ جن کا جاری
کرنا خلق مین منظور تہا اونمین نور محمدی کو آشنا کیا تاکہ اس وسیلہ سے ظہور اون صفات کا
خلق مین ہو اور اسی مناسبت سے لفظ بحار کا اون صفات کی نسبت وارد ہے ورنہ صفات
باریتعالے بحر ہونیسے بہی منزہ ہین بعدہ بساط صفات بچھا کر اوسپر اللہ تعالے نے اوس

اداب زیارت مین شیخ نے لکہا ہے کہ وقت وقوف اور عرض سلام کے بجناب رسالت عظمت کر
ساتہہ دہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ پر رکہے جیساکہ نماز مین کرتے ہین اور فوائد الدرایہ شرح ہدایہ مین لکہا ہے
کہ جائز ہے غیر خدا کے خدمت کرنا ساتہہ قیام کے اور ہاتہہ باندہنے کے اور جہکنے کے اور نہین جائز ہے
سجدہ بالاجماع پس نہ رہا شک جمع احادیث سے قیام تعظیمی کے درست ہونے مین اور جب قیام
طریق تعظیم ٹہہرا اور تعظیم نبی کریم کے ہم مامور ہین کیونکہ اللہ تعالے جل جلالہ نے قرآن مجید مین حکم
دیا ہے مسلمانون کو وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ یعنی تعظیم کرو آنحضرت کی اور بلاقید عام حکم تعظیم کا
فرمایا اور عام کو عام رکہنا موافق اصول کے واجب ہے لہذا کل طریق تعظیم کے ہم مامور
ہوے اور ہر امر خدا عبادت ہے اور اپنی حد ذات مین مستحسن چنانچہ علامہ ابن حجر نے
جوہر التنظیم مین کہا ہے کہ تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تمام انواع تعظیم کے جسمین
مشارکت نہو اللہ سے الوہیت مین امر مستحسن ہے نزدیک اوسکے جسکی ابصار مین نور دیا ہے
اللہ نے پس قیام تعظیمی بہی وقت ولادت کے مستحسن ٹہہرا اور جب اوسکو اختیار کیا علماء دین نے
اور اہل حرمین نے پس ہوگیا تعامل الناس قیام تعظیمی بہی مثل محفل مولد شریف کے اور
تعامل ملحق بالاجماع ہے جیسا اوپر مذکور ہوچکا ہے اور اجماع امت ضلالت پر ممکن نہین ہے
چنانچہ حدیث مرفوع ہے نہ اجماع کرینگے میری امت ضلالت پر روایت کیا اسکو مسلم نے
اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور نیز اللہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہے وَمَنْ یُّعَظِّمْ
شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ جب تعظیم شعائر اللہ تقوی قلب ہے تو تعظیم
حبیب خدا مین کس درجہ تقوی قلب ہوگا خوشا نصیب اون مسلمانون کے جنسے تعظیم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقوع مین آوے ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ معظم ہے
اور آپ ایسے اللہ تعالے کے محبوب اور برگزیدہ ہین کہ اللہ تعالے خود اہتمام فرماتا ہے آپ کے

اوس نبی رحمت نے عرض کیا کہ اے اللہ اوس امت مین ایسے لوگ بہی ہونگے جنسے کوئی
عبادت نہوگی اونکے واسطے مجھکو اختیار شفاعت دی کہ تجھسے مغفرت اونکی مانگون اللہ تعالی نے
یہ بہی عرض قبول کی امت کا کام جب بنا وہ نور کہ مظہر رافت اور رحمت حضرت الوہیت تہا
خوش ہوا اور وجد مین آکر جہوما اوس نور سے لاکھہ قطرے عرق کے ٹپکے ایک ایک قطرہ سے
اللہ تعالے نے ایک ایک نبی کو پیدا کیا پس جمیع انبیا مثل لاکھہ قطرونکے ہین اور نور محمدی
بحر حقیقت ہے لہذا انتہا حضور فضل رکہتے ہین ہمہ وجوہ تمام انبیا پر پہر انوار انبیا کے عکس سے
اولیاء اللہ کو بنایا اور اونکے عکس سے متقین کو اور اونکے عکس سے عامہ مومنین کو اور اونکے عکس سے
کفار کو اور کفار اور گنہگارون کے عکس سے منافقین کو یہ بہی عظمت نبی کریم کو اللہ تعالی نے
ظاہر کیا ہے کہ جسکو خلقت کی رو سے جسقدر حضرت کا قرب حاصل ہے اوسیقدر اوسکی
عظمت ہے چونکہ منافقین کو سب سے زیادہ بعد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لہذا وہ سب
بدتر ہین اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الْمُنَافِقُوْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی منافقین
جہنم مین سب سے نیچے کے درجہ مین ہونگے پس ظاہر ہوگیا اس تفہیم سے عظمت حضرت ہی کے
قرب سے حاصل ہوتی ہے پہر دوبارہ جنبش کی نور محمدی نے اوس سے لاکھہ قطرے ظاہر ہوئے
اونمین سے ایک قطرہ لیکر اللہ تعالے نے اوسکے دس حصے کئے اور تمام خلق کو اوس سے پیدا کیا
اوسوقت مین بجز تعین نور محمدی کے دوسرا تعین ہی نتہا عرق اور قطرہ یہ سب کنایہ ہے حقیقت سے
اوسکو وہی خالق واقف ہے اسقدر سمجھنا چاہیے کہ حقیقت تمام خلق کی مثل ایک قطرہ کے ہے
اور حقیقت ہر ایک نبی کی مثل اوسکے اسی سے انبیا تمام خلق سے معظم ہین کہ تمام خلق کی حقیقت
اور انکی حقیقت مساوی ہے اور کل انبیا بمنزلہ لاکھہ قطرونکے ہین اور نبی کریم بمنزلہ دریا کے ہین
جیسا فضل اور بزرگی دریا کو قطرات پر ہوتی ہے ویسی بزرگی اور عظمت [illegible] خلقت کے

بیان خلقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

نور مقدس کو قیام دیا صفات باریتعالے بساط ہونیسے بہی منزہ ہین یہ سب استعارات ہین چونکہ وہ مضامین قید بیان مین آنہین سکتے تہے لہذا بالکنایہ بیان کیے گئے اور مراد فقط ظاہر اسیقدر معلوم ہوتی ہے کہ نور حضرت نبوت کو تحت و فوق سے گھیر لیا اللہ تعالے نے ساتہہ اپنی صفات کے واسطے اظہار قرب اور عظمت کے اور اوس بساط صفات پر اوس نور شریف نے پانچ قیام کیے اللہ تعالے کی عبادت کو ہر ایک قیام موافق اس زمانہ کی مقدار کے ستر ہزار برس کا اور یہ بہی کمال عظمت حضرت نبوت ہے اسواسطیکہ عبادت معبود سے بندہ کو عظمت ہوتی ہے ہر قیام کے بعد اللہ تعالے جلشانہ ایک خلعت نورانی صفات سے اوس نور معظم کو مرحمت کرتا تہا اور وہ نور اوسکے شکر مین سجدہ کرتا تہا نور علی نور کا مضمون ظاہر ہوا کہ ایک تو وہ خود نور تہا اوپر سے انوار صفات احدیت کی چہاگئی بعدہٗ اوس نور نے دو رکعت نفل کی پڑہی بالہام الٰہی اسی ترتیب سے جو اب ہم پر فرض ہے اور ہر ایک رکن کو اوسکے ہزار ہزار برس مین ادا کیا یعنی تحریمہ اور قیام اور رکوع اور قومہ اور سجدہ اور جلسہ اور سجدۂ ثانی ہر ایک کو ہزار ہزار برس مین ادا کیا پہر اللہ تعالے نے فرمایا اے حبیب مجہسے کچہہ طلب کر کیا شان محبوبیت نبی کریم ہے کہ حقتعالے خود آنحضرت سے سوال کرتا ہے کہ مجہسے کچہہ مانگو نور رحمۃ للعالمین نے کہا کہ اے رب مجہکو معلوم ہوگیا ہے کہ تو مجہکو ایک گروہ کا سردار کریگا اور اوسکو حکم عبادت کا دیگا تیری بڑی شان ہے تو قدیم اور بعید ہے اور وہ حادث اور محدود پس کیونکر اونسے حق عبادت تیرا ادا ہوگا ضرور ہے کہ اون سے کمی اور نقصان عبادت مین ہوگا لہذا مینے یہ عبادت جو کی ہے اپنی امت کو دی کہ جو اون سے کمی ہوگی میری عبادت ملا کر اوسکو پورا کر دینا اللہ تعالے نے قبول کیا اور فرمایا کہ اور کچہہ مانگو یعنی یہ تو اپنا کیا ہوا دیا تمنے

ف تشریف لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اولاد آدم مین

عظمت امت آنحضرت کو ظاہر کرتا ہے بعدہٗ جب اللہ تعالے کو ظاہر کرنا اوس نور کا
زمین پر منظور ہوا تو سیدنا آدم علیہ السلام کو خلق کیا اور نور محمدی اونکے سپرد فرمایا اور بطفیل
حاملیت اوس نور پاک کے آدم علیہ السلام کو یہ مرتبہ دیا کہ مسجود ملائکہ کیا تاکہ عظمت جناب
رسالت ظاہر ہو کہ یہ وہ معظم ہے کہ جسنے مشت خاک کا یہ مرتبہ بڑہایا کہ ملائکہ جو نوری تھے
وہ سجدہ کے مامور ہوئے شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اسکی سزا مین اللہ تعالے
نے اوسکو ملعون کیا بے تعظیمی حامل نور محمدی نے معلم الملکوت کو ملعون کیا ڈرنا چاہیے
معاملات تعظیم آنحضرت او متعلقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین پھر آدم بپردہ عتاب مین
جنت سے زمین پر آئے تین سو برس استغفار کرنے سے خطائے آدم معاف نہوئی آخر
آدم علیہ السلام نے بواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی اللہ تعالے نے فوراً خطائے
آدم معاف کر کے اونکو مقام اجتبیٰ پر پہنچا دیا اسمین بہی عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ظاہر کی کہ تعظیم آنحضرت معتوب کو مجتبیٰ کر دیتی ہے اللہ تعالے ہمکو اور سب مسلمانون کو
توفیق اپنے حبیب مکرم کے تعظیم کی عنایت فرماوے بعدہ سیدنا آدم علیہ السلام حضرت حوا سے
ملے اور اولاد پیدا ہوئی شیث علیہ السلام چوتہے فرزند ہین آدم کے جب حضرت حوا کے حمل مین
آئے ملائکہ جو آدم علیہ السلام کیطرف متوجہ تھے وہ سب حوا کیطرف متوجہ ہو گئے حضرت آدم نے
جناب الٰہی مین عرض کیا کہ اے اللہ کیا مجھسے کچھہ خطا ہوئی کہ ملائکہ کو میری جانب توجہ نہی
ارشاد ہوا اے آدم تجھسے کوئی خطا نہین ہوئی مگر نور محمدی جسکا تو حامل تہا اور جسکی
وجہ سے ملائکہ تیری طرف متوجہ تھے وہ حوا کو سپرد ہوا لہذا اب ملائکہ حوا کیطرف متوجہ ہین
پھر جب شیث علیہ السلام پیدا ہوے اور جوان ہوئے بعد آدم علیہ السلام کے اللہ تعالے نے
اونہین کو قائم مقام آدم اور نبی معظم کیا گو عمر مین شیث علیہ السلام سب بہائیون سے

ہمارے حضرت کو تمام انبیا پر ہے اور حقیقت آنحضرت بمنزلہ ایک قبضہ نور کے ہے پس
یہانسے عظمت اور بڑائی کو اوس خالق مطلق کی قیاس کر لینا چاہیے کہ ایک قبضہ اوسکی نور کا
جب اتنا بڑا ہے تو وہ خالق کیسا ہوگا اور حقیقت مین بڑائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اللہ ہی کی بڑائی ہے کیونکہ آپ مصنوع الہی ہین اور مدح اور تعریف مصنوع کی عین مدح صانع
کی ہے پھر جب اللہ تعالی نے اوسی نور کے ایک قطرہ کے حصۂ دہم سے لوح اور قلم کو پیدا کیا
تو قلم کو حکم دیا کہ لکھ حال امتونکا لکھا قلم نے بالہام الہی نسبت امت سیدنا آدم علیہ السلام
کے کہ اے امت آدم جو تم مین سے اللہ کی اطاعت کریگا اللہ تعالے اوسکو جنت مین داخل
کریگا اور جو اللہ تعالے کی نافرمانی کریگا اوسکو جہنم مین مبتلا کریگا یہی ایک عبارت کل انبیا
علیہم السلام کی امتون کی نسبت مین از آدم تا بحضرت عیسی علیہ السلام قلم نے لکھی جب
نوبت کتابت احوال امت مرحومہ محمدیہ کی آئی قلم نے لکھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جو تم مین سے اطاعت اللہ تعالے کی کریگا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جو نافرمانی کریگا بس اتنا
لکھا تھا قلم نے کہ جناب احدیت سے خطاب ہوا ادب سیکھہ ادب سیکھہ ادب سیکھہ اے قلم
تس کی امت کے نسبت کلمات بے ادبانہ لکھتا چلا جاتا ہے پس شق ہوگیا قلم ہیبت خدا سے
اور چالیس ہزار برس کانپا کیا پھر دست قدرت سے اوسپر قط لگا اور ارشاد ہوا کہ لکھ قلم نے
عرض کیا کہ جو تو حکم دے وہ مین لکھون ارشاد ہوا کہ لکھ دے وہ امت گنہگار ہے اور اللہ
پرورش کرنیوالا ہے اور مغفرت کرنیوالا ہے سبحان اللہ کیا اہتمام ہے اللہ تعالی کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار عظمت مین روز ازل سے کہ واسطے امت محمدی کے وہ عبارت
جو اور امتونکے واسطے لکھی گئی تھی لکھنے ندی اور ایک عبارت خاص جس سے اظہار اللہ
تعالے کی رحمت خاص کا اس امت پر ہو لکھوا دے اور حکم تادب جو قلم پر جاری ہوا کمال

اوسکی یہہ ہی کہ جب عبد المطلب کو ریاست کعبہ کی ملی اللہ تعالے کا ارادہ زمزم شریف کی ظاہر کرنیکا
ہوا عبد المطلب کو خواب مین دکھلایا کہ زمزم کو پیدا کرو چونکہ نشان چاہ زمزم اوسوقت مین
کسی کو معلوم ہی نتھا کہ کہان ہے بالہام علامات اور آثارات چاہ زمزم کے اللہ تعالے نے عبد المطلب کو
بتلا دئے اوسوقت عبد المطلب نی ارادہ کیا کہ زمزم شریف کو صاف کرین چونکہ اوس مقام کے قریب
دو بت رکھی تھے کہ نام اونکا اساف اور نائلہ تھا اسوجہہ قوم کو منظور نہوا کہ قریب اوسکی کنوان کہدی
لہذا تمام قریش مانع آئے اور عبد المطلب کی ایذا رسانی پر مستعد ہوئے عبد المطلب معہ اپنی فرزند
حارث کی برسر مقابلہ ہوئے اور بتائید الٰہی بوسیلہ نور محمدی تمام قوم پر غالب آئے اور زمزم کو کہودنے لگے
جب تہوڑی سی زمین کہودی علامات اور آثار اوسکے ظاہر ہوئے حجر اسود اور بہر دو غزال کعبہ
اور ہتہیار نکلے اور بعدہ پانی پیدا ہوا جب عبد المطلب نی زمزم کو صاف کیا عزت اور نام اون کا
بڑہ گیا قریش حسد سے عبد المطلب کے درپے آبرو ریزی کے رہنے لگے عبد المطلب نے خدا سے
دعا کی اور نذر مانی کہ اگر دس لڑکے اللہ تعالے مجہکو دے تو ایک اونمین سے اللہ کی راہ مین قربانی
کرون اللہ تعالے نے دس بیٹے اونکو دئے اور وہ سب جوان ہوئے ایک شب کو عبد المطلب
خانہ کعبہ کے قریب سوتے تھے خواب دیکہا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے عبد المطلب اس گہر کے
صاحب کیواسطے اپنی نذر پوری کر عبد المطلب خواب سے بیدار ہوئے ترسان اور لرزان کیونکہ
لڑکے کا ذبح کرنا بہت دشوار ہے اور ایک بکری ذبح کرکے فقرا او مساکین کو تقسیم کردی پہر خواب مین
دیکہا کہ اس سے بزرگ تر قربانی کر عبد المطلب نے ایک گائے ذبح کرکے نذر خدا کی پہر تیسری مرتبہ
خواب مین دیکہا کہ اس سے بزرگ تر قربانی کر اونٹ ذبح کرکے نذر خدا کیا پہر خواب مین دیکہا کہ اس سے
بزرگ تر قربانی کر عبد المطلب نی پوچہا کہ اس سے بزرگ تر قربانی کون ہے جواب پایا کہ ایک بیٹا
نذر کر جسکی نذر مانی ہے عبد المطلب کو اسکا ملال تو ہوا مگر ادائے نذر پر مستعد ہوکر سب بیٹون کو

چھوٹے تھے بہ برکت حاملیت نور محمدی مرتبہ مین سب سے بڑھ گئے ظاہر کیا اللہ تعالی نے
عظمت نور جناب رسالت کو کہ یہ وہ معظم ہے جو چھوٹے کو بڑا کر دیتا ہے پھر وہ نور معظم اولاد
شیث علیہ السلام مین منتقل ہوا اور بہ ترتیب آبائی نبوی اصلاب پاک سے ارحام پاک مین
انتقال فرمانے لگا اہتمام الٰہی انتقال نور جناب رسالت مین برابر یہ جاری رہا کہ ہر جد
جناب نبوت کو اللہ تعالے وہ شرف دیتا تھا کہ اپنے ہمعصرون مین سرآور وہ اور معظم ہوتا تھا
چنانچہ فرمایا ہے نبی کریم نے کہ اللہ تعالے نے برگزیدہ کیا خلق مین اولاد آدم کو فرمایا لَقَدْ کَرَّمْنَا
بَنِیْٓ اٰدَمَ اور اولاد آدم مین برگزیدہ کیا اولاد ابراہیم علیہ السلام کو اور اونمین سے قریش کو
اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین سے مجھ کو اور اللہ تعالے قرآن مجید مین واسطے
اظہار عظمت اجداد جناب رسالت کی فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اور انس
رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے سنا مینے کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم انفسکم کو بفتح فا یعنی اَنْفَسِكُمْ اور انفس صیغہ اسم تفضیل کا ہے نفاست سے
پس اس قرأت سے معنی اس آیہ شریفہ کے یہ ہوئے کہ البتہ آگیا تم مین رسول تمہارا انفیس تر
لوگون سے پس اس آیہ کریمہ سے فضل اجداد نبوی کما حقہ ظاہر ہے پس نور شریف اسی
شان سے منتقل ہوتا ہوا تا عبد اللہ تشریف لایا لقب عبد اللہ کا ذبیح اللہ ہے اور وجہ
اس لقب کی یہ ہے ایک وقت مین عمر بن حارث سردار قوم جرہم نے حجر اسود کو کعبہ کے
رکن سے کھود کر اور صورت ہر دو سیہ آہو طلائی مرصع بجواہر جسکو اسفندیار بادشاہ فارس نے
بطور ہدیہ کعبہ کو بھیجا تھا اور اونکو غزال کعبہ کہتے ہین اور چند ہتھیار کہ خانہ کعبہ مین رکھے تھے اون سبکو
چاہ زمزم مین چھپا کر اوس کنوین کو بند کر دیا تھا اور اسطرح زمین کو ہموار اور برابر کر دیا تھا کہ نشان
چاہ زمزم ہرگز نہ ملتا تھا بعدہ اوسکو حق تعالے نے عبد المطلب کے ہاتھ سے ظاہر کرایا تفصیل

فضیلت اجداد جناب رسالت اولاد آدم و آدم و عالم

وجہ لقب ذبیح اللہ عبد اللہ

عبد اللہ کے نام پر آیا دس اونٹ اور زیادہ کیے پھر قرعہ عبد اللہ کے نام پر آیا اسیطرح دس
دس اونٹ بڑہانے لگے آخرکار دسوین مرتبہ جب سو اونٹ کی نوبت آئی قرعہ اونٹونکے نام پر آیا
عبد المطلب نے پھر بنا بر احتیاط کے قرعہ ڈالا دوبارہ بھی قرعہ اونٹونکے نام پر آیا عبد المطلب نے
خدا کا شکر ادا کیا اور سو اونٹ قربانی کیے فدیہ ذبح عبد اللہ ادا ہوا اسمین بھی اللہ تعالے نے
حضرت کی بڑائی اور عظمت کو ظاہر کیا کہ ہمارے حبیب کا باپ مثل اور انسانونکے نہین ہے کہ دس
اونٹ جو ہر انسانکا اسوقت خونبہا ہے وہی اوسکا بھی خونبہا ہو بلکہ اورونکا خونبہا دس اونٹ
ہین تو عبد اللہ کے سو جیسا مال نفیس ہوتا ہے ویسی ہی قیمت بھی گران ہوتی ہے اور نیز اس
واقعہ سے اللہ تعالے نے عظمت جد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ظاہر کی جو کام سیدنا ابراہیم
علیہ السلام نے خدا کی رضا کیواسطے مرتبہ نبوت اور خلت مین کیا تھا وہ کام جد حضرت نبوت سے
باوجود نبی نہونیکے کیا یہ فیضان نور جناب رسالت تھا کہ بسبب قرابت قریبہ کے حضرت عبد المطلب
جاری ہوا تھا اسی سے نبی کریم نے فرمایا ہے انا ابن الذبیحین یعنی مین دو ذبح کیے گئے ہوؤنکا بیٹا
ہون عبد اللہ چونکہ بسبب حاملیت نور محمدی کے مطلع انوار الٰہی تھے جسقدر زمان ظہور اوس
آفتاب حسن کا قریب آتا جاتا تھا لمعان حسن وجمال محمدی چہرہ عبد اللہ پر بڑہتا جاتا تھا جیسے
طلوع آفتاب کے قریب افق روشن اور تابان ہوتا جاتا ہے لہذا تمام قریش کی عورتین وہ حسن و
جمال دیکھکر دل سے عبد اللہ پر عاشق ہوئین اور سو طرح چاہتی تھین کہ کسیطرح عبد اللہ کو اپنے
ناز و انداز سے اپنا فریفتہ کرین لیکن اللہ تعالے اونکا حافظ تھا حضرت عبد اللہ کو کبھی لغزش
نہوئی جب عبد المطلب کو یہ حال معلوم ہوا عبد اللہ کو شکار کیواسطے باہر جنگل مین بھیجدیا اور وہب
زہری کو اونکے ساتھ کر دیا ایک روز وہب ایک جانب شکار مین مشغول تھے کہ دیکھا اونھون نے
نوّے سوار یہود کے ہتیار رونسے مسلح ولایت شام کیطرف سے نمودار ہوے وہب نے آگے بڑہکر اونسے

جمع کرکے صورت واقعہ بیان کی سب لڑکون نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے اگر منظور ہو ہم سبکو
خدا کے واسطے ذبح کرو ہمکو عذر نہین ہے عبد المطلب بیٹونکی اطاعت سے خوش ہوے اور قرعہ
ڈالا کہ جسکے نام پر قرعہ پڑے اوسکو ذبح کرین جب قرعہ ڈالا عبد اللہ کے نام پر آیا عبد المطلب عبد اللہ کو
نہایت محبوب رکہتے تہے اسواسطے کہ نور محمدی اونکی پیشانی پر جلوہ گر تہا اور وہ نہایت درجہ خوبصورت
اور صاحب جمال اور شجاع اور خوش اوصاف تہے لیکن چونکہ نذر کر چکے تہے واسطے خدا کی رضا کے چہری
ہاتہ مین لیکر اور عبد اللہ کا ہاتہ پکڑکر واسطے ذبح کرنیکے مذبح مین لائے چونکہ بسبب خوبصورتی اور
خوش سیرتی کے تمام قریش کو عبد اللہ سے محبت تہی یہ خبر سنکر تمام قوم کے لوگ جمع ہوئے اور
عبد المطلب کو مانع آئے کہ عبد اللہ کو ذبح نکرو عبد المطلب نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین
مجبور ہون نذر کو کیونکر پورا نکرون بعد حجت اور تکرار کے یہ امر قرار پایا کہ فلان عورت کاہنہ
جو سب کاہنون مین ممتاز ہے اوسکے پاس چلکر یہ سب حال بیان کیا جاوے جو وہ تجویز کرے
وہ کیا جاوے الغرض عبد المطلب نے ہمراہ قوم کے اوس کاہنہ کے پاس جاکر یہ حال بیان کیا
اوسنے بعد تامل کے کہا کہ ایک جن میرا ملاقاتی ہے اوس سے مین پوچہلون کل آنا جواب دونگی
دوسرے روز پہر اوسکے پاس گئے اوسنے پوچہا کہ تمہارے ملت مین دیت آدمی کی کیا ہے
عبد المطلب نے کہا کہ دس اونٹ ہین کاہنہ نے کہا کہ عبد اللہ کو ایکطرف کھڑا کرو اور دس اونٹونکو
ایک جانب اور قرعہ ڈالو اگر قرعہ اونٹونکے نام پر آوے اونٹ ذبح کرو اور اگر عبد اللہ کے نام پر آوے
تو دس اونٹ اور زیادہ کرو اور اسیطرح دس دس اونٹ بڑہاتے جاؤ یہانتک کہ قرعہ اونٹونکے
نام پر آوے اوسوقت اون کل اونٹونکو ذبح کرو نذر تمہاری پوری ہوجاویگی قریش خوش
ہوئے اور کہا کہ اگر تمام اونٹ قریش کے عبد اللہ کے خون بہا مین ذبح ہون تو ہم حاضر
ہین الغرض عبد اللہ کو قربانگاہ مین کھڑا کیا اور دس اونٹ دوسریطرف کرکے قرعہ ڈالا

پوچھا کہ آپ لوگون نے کسطرف کا قصد کیا وہ لوگ وہب کو مرد صحرائی جان کر سمجھ کر انسے بتا مقصد کا
ملجاویگا کہنے لگے کہ عبداللہ کے مارنیکو آئے ہین وہب نے کہا کہ عبداللہ کا قصور کیا ہے اونہون نے
کہا کہ قصور تو عبداللہ کا کچھہ نہین ہے مگر اوسکی پشت سے وہ شخص پیدا ہوگا کہ دین جسکا
کل دینونکو منسوخ کریگا اور مذہب اوسکا سب مذاہب کو مٹا دیگا اسواسطے اس گروہ نے
ارادہ کیا ہے کہ عبداللہ کو قتل کر ڈالین تا کہ وہ لڑکا پیدا نہو وہب نے کہا کہ تم نادان ہو یہ کام
عقل کا نہین اگر اللہ کو اوس لڑکے کا عبداللہ سے ظاہر کرنا منظور ہے تو ہرگز تم عبداللہ کو
قتل نکر سکوگے اور اگر اللہ کو منظور نہین تو عبداللہ کے قتل سے تمکو کیا ملیگا بعد اسکے وہب نے
دیکھا کہ کچھہ سوار اور ایک روایت مین ہے ستر سوار کہ اس عالم کے لوگونسے مشابہت
نرکھتے تھے غیب سے ظاہر ہوے اور وہ فرشتے تھے اونہون نے اون سب یہودیون کو
قتل کیا وہب یہ معاملہ دیکھکر عبداللہ کو ساتھہ لیکر عبدالمطلب کے پاس آئے اور صورت
واقعہ ظاہر کی بعدہ اپنے گھر مین جا کر سب حال اپنی بی بی سے بیان کیا اور کہا کہ میرا
یہ قصد ہے کہ اپنی دختر نیک اختر آمنہ کو عبداللہ کے نکاح مین دون اور بعض اشخاص سے عبدالمطلب کو
اس مضمون سے اطلاع کرائی عبدالمطلب بھی عبداللہ کے نکاح کی تجویز مین تھے وہ جب
اسبات سے واقف ہوئے فاطمہ اپنی بی بی کو وہب کے گھر بھیجا کہ بی بی آمنہ کو دیکھہ آوین
بی بی فاطمہ نے جب آمنہ کو دیکھا فریفتہ ہوگئین اور عبدالمطلب سے آکر بیان کیا کہ انسان
عاجز ہے اور زبان قاصر ہے وصف آمنہ مین حق یہ ہے کہ عبداللہ ہی کی صحبت کے قابل ہے
عبدالمطلب نے یہ سنکر وہب کو پیام عبداللہ کا دیا وہب نے منظور کیا چنانچہ بروایتے اواسط ماہ
جمادی الثانی مین اور بروایتے چوتھی شب رجب کو عقد ہوا حضرت عبداللہ کا بی بی آمنہ
کے ساتھہ اور اوسی شب مین نخل عالم مین ثمر مراد آیا یعنی باعث ایجاد عالم حمل مین

السلام اے حل مشکل اسلام
السلام اے کامن انبتو تمام

صد سلام از ما بہر دم صبح و شام
بر تو ہم بر آل و اصحابت تمام

بر امید آنکہ اے عالیجناب
از لب شیرین تو آید جواب

دردمندم اے طبیب غمزدگان
رنج ما دریاب از نبض تپان

از علاج ما تو نیکو آگہی
دارو سے دردِ لم ہم تو دہی

ہست دارو سے دلِ بیمار من
شربت وصلِ تو اے دلدار من

پس چشان یک جرعہ از جام وصال
بخش از این بگذار ما را از ملال

ہین مران ما را زیاد و درنج
رحم کن بر من بحق ہفت و پنج

اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔ وقت ولادت باسعادت جناب سید الانبیاء کے بہت سے عجائبات مشاہدہ کیے گئے کہ اوس سے عظمت اور جلالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہوئی بعض اونمین سے بیان کیے جاتے ہین روایت کرتے ہین حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اپنی والدہ شفا بنت عوف سے کہ کہا اونہون نے مین قابلہ تہی بی بی آمنہ کے حضور کی شب ولادت مین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتہہ مین آئے ایک آواز میرے کانمین آئی کہ کہنے والا کہتا تہا رحمت کرے تجہپر رب تیرا اور مشرق سے مغرب تک زمین نورانی ہوگئی چنانچہ بعض مکانات شام کو مینے اوس نور مین دیکہا اوسوقت تکیہ لگایا مینے کچہہ دیر نہین گذری تہی کہ ایک ظلمت اور ڈر اور لرزہ مجہپر طاری ہوا بعدہ میرے دہنے جانب سے ایک روشنی ہوئی سینا مینے کہ کہنے والا کہتا تہا کہان لیگیا تو اوسکو دوسرے نے جواب دیا کہ جانب مغرب لیگیا مین اوسکو اور تمام مقامات متبرکہ مین پہنچایا مینے اوسکو شفا کہتی ہین کہ پہر وہی خوف اور

فی بیان [illegible]

نبیون کے چونکہ جناب رسالت ممدوح جناب احدیت ہین غیر کی مدح کی پروا نہین رکھتے ہین آنحضرت نے التفات نفرمایا جبرئیل علیہ السلام نے عاجز ہو کر عرض کیا یا اسم اللہ اظہر یا محمد ابن عبد اللہ یعنی ہماری مدح کیا اور ہم کیا اب طریق مدح چھوڑ کر اللہ کا واسطہ دیتے ہین کہ اوسکے نام کیواسطے سے ظاہر ہو جیے پس جب نام الٰہی پیش ہوا کمال ادب کیوجہ سے قبول کر لیا حضور نے عرض جبرئیل علیہ السلام کو اور متوجہ ہوے عالم ظہور کیطرف فظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کالبدر المنیر پس تشریف لائے نبی کریم مثل چودہوین رات کے چاند کے روشن

شعر

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا | دعائے خلیل و نوید مسیحا
سلطانِ دو جہان کا ذکر ظہور ہے | تعظیم شاہِ دین کو اوٹھنا ضرور ہے
تشریف لائے حضرتِ محبوب کبریا | تشریف لائے سید و سلطان انبیا
تشریف لائے باعثِ ایجاد دو جہان | تشریف لائے نور پدا شاہ انس و جان

ابیات

السلام اے سرورِ عالیجناب | السلام اے شافعِ یوم الحساب
السلام اے مقتدای مرسلین | السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے آنکہ کانِ نعمتی | السلام اے آنکہ ابر رحمتی
السلام اے بحر علم من لدن | السلام اے مخزن اسرار کن
السلام اے معطی ہر آرزو | السلام اے فیض تو ہر چار سو
السلام اے ذکر تو ایمان من | السلام اے فکر تو درمان من
السلام اے دستگیر بیکسان | السلام اے چارۂ دردِ نہان

دعاے برکت اونکو واسطے کرین اور اونکو جامہ ملت حنفیہ پہناؤ اور انکو باپ ابراہیم علیہ السلام
کے پاس انکو لیجاؤ اور تمام دریاؤن مین سلاؤ تاکہ اہل دریا اونکو ساتھ اسم اور صفت اور
صورت کے پہچان لین بالتحقیق نام اونکا دریاؤن مین ماحی ہے جسقدر شرک زمین پر ہے
اونکے زمانہ مین منقی ہوجاویگا اور بعد لحظہ کے اونکو پہر لایا لپٹا ہوا ایک قطعہ صوف مین کہ برف
سے زیادہ سفید تہا اور ایک روایت مین ہے کہ دودہ سے زیادہ سفید تہا اور اونکو اوپر حریر
سبز کے رکہا اور چند کنجیان آنحضرت کے ہاتہہ مین دین اور کہنے والا کہتا تہا کہ محمد نے لے لیا
کلید نبوت اور کلید نصرت اور کلید خزانہ ہاے کو بعد دوسرا ابر آیا کہ پہلے سے نورانی اور عظیم زیادہ
اور سنتی تہی مین اوسمین آواز شہیل اسپ اور آواز چرخ کی اور آدمیون کے باتین کرنیکی
اوس ابر پارہ نے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے ملایا اور میری نظر سے غائب
کیا اول بار سے زیادہ اور سنا مینے کہ منادی کہتا تہا کہ لیجاؤ محمد کو صلی اللہ علیہ وسلم اطراف
زمین مین پہراؤ اور پیش کرو اونکو تمام روحانیون انس و جن پر اور دو اونکو صفوت آدم علیہ السلام اور
رقت نوح اور ایک روایت مین ہے کہ شدت اور نخوت نوح علیہ السلام اور خلت ابراہیم علیہ السلام اور سلامت
اسحاق علیہ السلام اور ایک روایت مین بجاے سلامت اسحاق علیہ السلام کے صبر ایوب علیہ السلام مروی ہے اور فصاحت
اسمعیل علیہ السلام اور بشارت یعقوب علیہ السلام اور جمال یوسف علیہ السلام اور صوت داؤد علیہ السلام اور زہد یحیی علیہ السلام اور
کرم عیسی علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو خوبیاں و اخلاق انبیا اور رسل مین پس ذات بابرکات ہمارے نبی کریم کی جامع ہے

کل صفات شان خدا کی بقول خسرو علیہ الرحمۃ

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری — آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بی بی آمنہ فرماتی ہین کہ بعد اسکے لاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹا ہوا پارہ حریر مین

لرزہ اور رعب عجیب طاری ہوا اور بائین جانب سے میرے ... پیدا ہوئی ... سفید
کہ کہنے والا کہتا تھا کہ کہان لیگیا تو اوسکو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سمرے
تھا مشرق کیطرف لیگیا مین اونکو اور تمام مقامات متبرکہ مین پہنچایا ...
ابراہیم خلیل اللہ کے پاس لیگیا مین اونکو اونہون نے اپنے سینہ پر لیا اور طہارت
اور برکت کی دعا کی شفا کہتی ہین اوسوقت کہا یعنی ہاتف غیبی نے کہ بشارت ہو تمکو
اے محمد ساتھ عزت اور شرف دنیا کے تحقیق تم نے تمسک کیا ساتھ عروۃ الوثقی کے جو شخص
متعلق ہو ساتھ شاخون درخت دین اور ملت تمہاری کے اور تمہارے کہنے کے موافق کرے
قیامت کے دن تمہارے زمرہ مین محشور ہوا اور شفا فرماتی ہین کہ یہ مضمون ہمیشہ میرے
خاطر مین رہا یہانتک کہ آنحضرت مبعوث ہوئے اور مین اول ایمان لانے والون مین سے ہوئے
اللہ صلی وسلم وبارک علیہ اور بی بی آمنہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہاتھ اپنے زمین پر رکھا اور سر مبارک آسمان کیطرف
کیا اور دو زانو بیٹھے اور اونگلیونکو اپنی بند کر لیا تھا اور انگشت سبابہ سے اشارہ کرتے
گویا تسبیح کرتے تھے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ انگوٹھے کو چوستے تھے ...
روان تھا بعدہ آپنے قبضہ خاک زمین سے اوٹھایا اور متوجہ ہوئے کعبہ کیطرف ...
اور ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نور جیسے ظاہر ہوا کہ مکانات ... شام
کو اوس نور مین مینے دیکھا اور ایک روایت بی بی آمنہ سے یہ ہے کہ کہا اونہون نے جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک ابر کا ٹکڑا آسمان سے اوترا اور آنحضرت
قریب ہوا اور آپ کو اپنے سے ملایا اور اوٹھایا اور میری آنکھ سے غائب کیا اور سنا مینے کہ
منادی کہتا تھا کہ اسکو زمین مشرق اور مغرب مین پھراؤ اور مقامات ولادت انبیا ... کو

تمکو ندیکھا ہوا سے حبیب اللہ کے حضرت آمنہ فرماتی ہین کہ بعد اسکے دیکھا مینے ایک شخص کو
اوسنے اپنا دہن حضور کے دہن مبارک پر رکھا اور جیسے کبوتر اپنے بچے کو بھراتا ہے کوئی چیز
آنحضرت کو وہ دیتا تھا اور مین دیکھتی تھی کہ حضور اپنی اونگلی سے اشارہ کرتے تھے اور
زیادہ طلب فرماتے تھے روایت کیا ہے کہ وقت ولادت باسعادت جناب ختم رسالت
کے تمام بت روئے زمین کے منہ کے بل گر پڑے اور شیطان کو معہ اوسکے لشکر کے گرفتار کیا
اوسنے فریاد اور نالے بہت کئے یہی سبب ہے کہ ذکر ولادت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم
شیطان کے دل پہ شاق گذرتا ہے اور جو اوسکے متبع ہین اونکو اغوا کرتا ہے کہ ذکر ولادت شریف
سے باز رہین اور دوسرونکو بھی باز رکھین نعوذ باللہ من شر الشیطان علیہ اللعن جمہور
اہل سیر اسطرف ہین کہ نبی الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا ختنہ کیے ہوے اور ناف بریدہ پیدا
ہوے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ پیدا ہوا مین مختون
اور ندیکھا کسی نے میری ستر عورت کو علما نے فرمایا ہے کہ حکمت اسمین یہ تھی کہ کسیکو
منافقین سے حضور کی تکمیل خلقت مین مداخلت نہو اور کوئی شخص ستر شریف حضور کو
ندیکھے کیونکہ حیا حضور کے مزاج مین بہت تھی اور عبد المطلب سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہین
کہ مین حضرت کی شب ولادت مین خانہ کعبہ مین تھا جب نصف شب گذر گئی دیکھا مینے
بیت اللہ کی چارون دیوارین مقام ابراہیم کیطرف جھک گئین اور سجدہ کیا اور پھر
ہیئت اصلی پر آگئین اور تکبیر عجیب کعبہ سے سنتا تھا مین کہ ندا کرتا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر رب
محمد ن المصطفی اسوقت میرے رب نے مجکو پاک کیا بتون اور مشرکون کی نجاست سے
اور جو بت کہ گرد اگرد کعبہ معظمہ کے تھے وہ پارہ ہوتے تھے جیسے کپڑا پھٹتا ہے اور بڑا بت
جسکا نام ہبل تھا اوندھا پڑا تھا اور سنتا تھا مین کہ منادی ندا کرتا تھا کہ اب آمنہ سے

اور آپ کے ہاتھ مین قطرات آب زلال کے اوس حریر پارہ سے ٹپکتے تھے اور ہاتف کہتا تھا
کہ محمد نے تمام دنیا پر قبضہ کیا تمام مخلوق دنیا کی اونکے قبضہ تسخیر مین آویگی بطوع و رغبت باذن اللہ
تعالے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور نقل کرتے ہین کہ حضرت آمنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے تین شخص مجہپر ظاہر ہوے ایسے خوبصورت کہ گویا آفتاب اونکے
چہرونسے چمکتا تہا ایک کے ہاتہ مین ابریق نقرہ تہی بوے مشک اوس سے آتی تہی اور
دوسرے کے ہاتہ مین ایک طشت زمرد سبز کا اور اوسکے چار گوشے تھے ہر گوشے پر موتی تہے
اور ہاتف کہتا تہا کہ یہ دنیا ہے شرق اور غرب اور بر اور بحر یا حبیب اللہ اسمین سے جس
گوشہ کو چاہو پکڑلو حضور نے دست مبارک درمیان طشت مین رکہا غیب سے ندا ہوئی
سجدہ اے کعبہ آنحضرت نے کعبہ کو اختیار کیا جانو تم کہ حقتعالے نے اوسجگہہ کو قبلہ او مسکن شریف
اونکا کیا اور تیسرے شخص کے ہاتہ مین سفید ٹکڑا حریر کا تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
سات مرتبہ اوس طشت مین نہلایا اوس ابریق نقرہ سے اور اوس پارہ حریر مین آپ کو
لپیٹا اور ایک بند کہ گویا مشک اذفر سے تہا اوپر اوسکے باندہا بعد اوسکے صاحب حریر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زیر بازو لایا ابن عباس کہتے ہین کہ جب یہ خبر آنحضرت سے کہتے تھے
فرماتے تھے کہ وہ شخص رضوان تہا خازن بہشت حضرت آمنہ فرماتی ہین کہ بعد ایک
لحظہ کے وہ اپنے بازو کے نیچے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر لایا اور آپ کے گوش
مبارک مین بہت سی باتین کہین کہ مین کچہہ نہ سمجہی بعدہ حضور کے دونون چشمان مبارک کے
درمیان مین اوسنے بوسہ دیا اور کہا بشارت ہو تمکو اے محمد کہ صلم تمام پیغمبرونکا تمکو دیا اور علم
اور شجاعت تمہاری سب سے بڑہ گئی اور کنجیان نصرت کی تمہارے ساتہ کردین اور ہیبت
اور عظمت تمہاری آدمیونکے دلونمین ڈالی کہ تمہارا ذکر سنکر سب دلونکے لرزان و ہراسان ہونگے اگرچہ

اولاد آدم سے اوسکو نہین دیکھہ سکتا جبتک سب فرشتے اوسکی زیارت نکرلین عبد المطلب
کہتے ہین کہ لرزہ میرے جسم پر طاری ہوا اور تلوار میری ہاتھہ سے گر پڑی باہر آیا مین تاکہ قریش کو اس
واقعہ کی خبر دون نہین ہرچند چاہا مینے کہ اسحال کو بیان کرون لیکن بیان نکر سکا اور ایک روایت
مین ہے کہ عبد المطلب نے جب سرور کائنات کو دیکھا نہایت خوش ہوے اور آنحضرت کو
گود مین لیا اور خانہ کعبہ مین لیگئے اور خدا کی پناہ مین سپرد کیا اور محمد نام رکھا اور یہ بھی منقول ہے
کہ عبد المطلب دروازہ خانہ کعبہ پر کھڑے ہوے اور اللہ کا شکر ادا کیا اور یہ اشعار پڑہے خلاصہ
اونکا یہ ہے کہ شکر اوس اللہ کا جس نے مجھکو عطا کیا یہ لڑکا پاک اللہ کی پناہ مین دیتا ہون مین اسکو
شر سے ہر حاسد کی اور پھر آمنہ کے پاس لاکر سپرد کیا اور کہا کہ اسکی بہت حفاظت کرو یہ لڑکا میرا بڑا
صاحب شان ہے اور بی بی آمنہ سے یہ بھی مروی ہے وہ فرماتی ہین کہ جب حضرت پیدا ہوے
چار عورتین آسمان سے اوتری ہین اونکو دیکھہ کر ڈری اور پوچھا مینے کون ہو تم کہ مثل مستورات
ملک کے نہین ہو او نہون نے کہا کہ اے آمنہ تم خوف نکرو اور ایک نے کہا کہ مین ہون ام البشر حوا اور دوسری
نے کہا کہ مین ہون سارہ ام اسحاق تیسری نے کہا کہ مین ہون ہاجرہ ام اسمٰعیل چوتھی نے کہا کہ
مین ہون آسیہ بنت مزاحم اور حوا کے پاس عطر تھا بہشت کا اور آسیہ کے پاس مندیل سبز تھی
حضرت کو غسل دیکر حضرت آمنہ کی گود مین دیا پھر حضرت نے سجدہ کیا اور کہا یا رب ھب لی
امتی اے پروردگار تو بخش میرے واسطے میری امت کو جناب الوہیت سے ارشاد ہوا
وھبتك امتك یا علی ھمتك بخشا مینے تیری امت کو بسبب تیری ہمت بلند کے او
فرمایا اللہ تعالے جلشانہ نے گواہ رہو فرشتون میرے کہ میرا دوست نہ بھولا اپنی امت کو
ولادت کیوقت پھر کیونکر بھولے گا اپنی امت کو قیامت کے دن فبشرے لنا معشر
الاسلام ان لنا من العنایۃ رکنا غیر منھدم خوشخبری ہو ہم کو اے گروہ اہل اسلام

بالتحقیق ہمارے واسطے اللہ کی عنایت سے وہ رکن ہے جو گرے ہی گا نہیں ۔

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی نبیك خیر الخلق کلھم
عطر اللھم قبرہ الکریم
بعرف شذی من صلوۃ وتسلیم

اللھم صل وسلم وبارك علیہ

تمت الرسالۃ الاولی سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین

والحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین
الی یوم الدین اما بعد اضعف ازلی ابو الحسنات قطب الدین احمد
قریشی قادری حنفی عاشقان گیسوے احمدی و شیفتگان روے محمدی
کو مژدۂ جانفزا و نوید و آرا سناتا ہے کہ اس زمان سعید و آوان حمید میں
رسالہ فیض مقالہ مطبوع طبع اولی الابصار مسمے بہ خیر الاذکار فی ذکر
سید الاخیار مولفہ و مرتبہ عاشق حبیب رب العالمین شیدائے سرور اولین
و آخرین جناب مولوی حافظ حاجی غلام محمد بادیعلیخان صاحب لکھنوی
سلمہ اللہ القوی ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۱۱ ہجری قدسی مطبع نامی لکھنؤ
میں طبع ہوا

اشتہار برکت آثار

اس زمان میمنت اقتران میں یہہ مجموعہ لاجواب
خزینہ برکات مجمع الحسنات فی ذکر اشرف الکائنات
جسے عالیجناب مولوی حافظ حاجی غلام محمد یار دلیعلیہ صاحب
نے کتب معتبرہ سے انتخاب کرکے لکھا ہے روایات
صحیحہ کو اس مجموعہ میں جمع کیا ہے پہلی تاریخ ماہ
مبارک ربیع الاول سے بارہ۱۲ویں تک کیواسطے ایک
ایک رسالہ علیحدہ میلاد شریف کا کیسی خوبی سے تحریر فرمایا
اور تیرہ۱۳ویں رسالہ میں حال پر ملال وفات خلاصہ کائنات تحریر
ہوا ہے انشاء اللہ تعالے یکے بعد دیگرے طبع ہونگے بالفعل ادسکا چھپنا
رسالہ تام خیر الاذکار فی ذکر سید الاخیار ہے مطبع نامی لکھنو میں
بذریعہ تالیف و صحت مصنف طبع ہوا ہے لہذا کوئی صاحب
مژدہ جانفزا و نوید فرحت مطبع قصد طبع کا نفرمائیں بنیاز مند سے طلب فرمائیں

مطبع نامی لکھنو کٹرہ ابوتراب خان

الحمد للہ رب ...
الی یوم الدین ...
قریشی قادری حنفی ...
کو مژدہ ...
رسالہ فیض مقالہ مسمی بہ
سید الاخیار مولفہ و مرتبہ عاشق جد سرور اولین
وآخرین جناب مولوی حافظ حاجی غلام ... جان صاحب لکھنوی
سلمہ اللہ القوی ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۰۱ ہجری قدسی مطبع نامی لکھنو
میں طبع ہوا

POPATLAL GHELABHAI & Co.
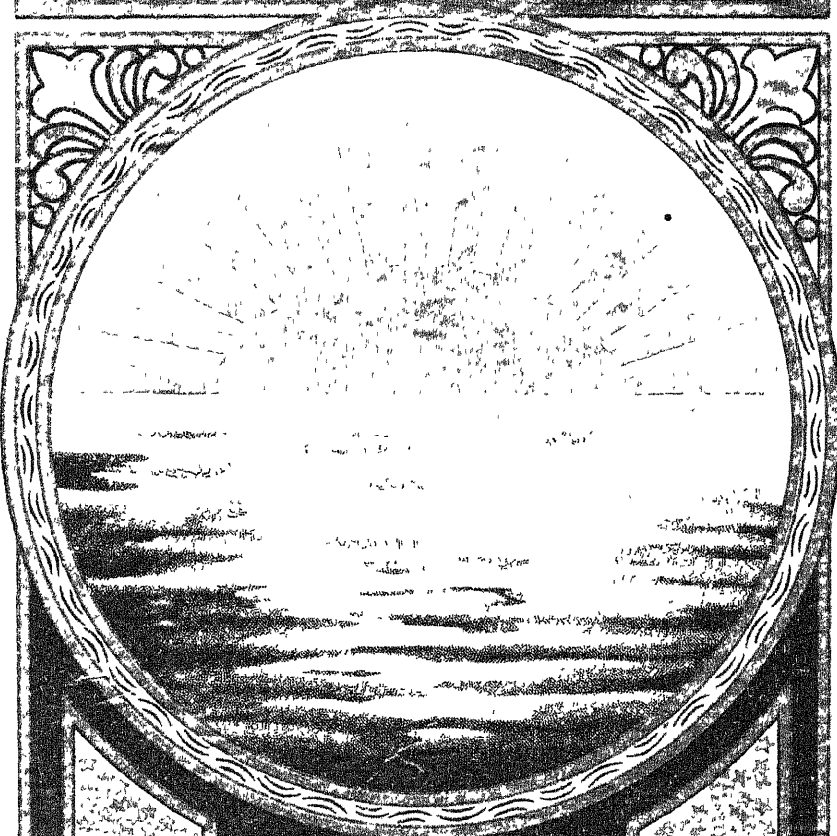
IMPORTERS OF

SUN BRAND HOSIERY,

સુરજ છાપનો માલ MADE IN JAPAN જપાનની બનાવટ